رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵

تار کا پتہ الفضل قادیان

ان الفضل بید اللہ یؤتیه من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

THE ALFAZL QADIAN

اخبار الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت پیشگی سالانہ ... ششماہی ... سہ ماہی ... ترسیل زر بنام مینیجر الفضل ہو

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا۔

نمبر ۷۲	مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۲۸ء	یوم سہ شنبہ	مطابق ۲۰ رمضان ۱۳۴۶ھ	جلد ۱۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت ناساز ہے۔ احباب صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

مولوی اللہ دتا صاحب سیالکوٹ سے شام کوٹ خانیوال۔ ضلع ملتان گئے ہیں۔ جہاں عیسائیوں نے مقامی احمدیوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا ہے۔

مدرسہ احمدیہ و ہائی سکول کے سالانہ امتحانات ۱۰ مارچ سے شروع ہو گئے ہیں۔

جناب ناظر صاحب امور خارجہ معہ دیگر گیارہ اصحاب کے ڈسٹرکٹ مسلم لیگ بٹالہ میں ۹ مارچ کو شامل ہوئے

شدھی کا ایک اور قلعہ مسمار ہو گیا

ملکانوں کا مشہور گاؤں نوگاؤں تائب ہو گیا

احمدی مبلغین کی صادقانہ اور مسلسل کوششوں کے نتائج

اس وقت جبکہ علاقہ ملکانہ میں ارتداد کا سیلاب آیا۔ اور تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں خاص قسم کا جوش اور ہیجان پیدا ہو گیا تو مولوی صاحبان نے بھی اس موقعہ کو اپنے اغراض و مقاصد کے لئے موزوں سمجھا۔ اور ملکانوں کے علاقہ میں جا ڈیرے ڈالے۔ اس وقت ایک طرف تو انہوں نے اس قسم کے دعوے کرنے شروع کئے۔ کہ ہم آریوں کو چند دنوں میں یہاں سے بھگا دینگے اور مرتد ہونے والوں کو مسلمان بنا لیں گے۔ اور دوسری طرف انہوں نے آریوں کی بجائے احمدی مبلغین کو اس علاقہ سے نکالنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مگر ہمارے مبلغین نے ہر قسم کی تکالیف نہایت صبر و شکر کے ساتھ برداشت کیں۔ اور اپنے اصل کام یعنی ملکانوں کو ارتداد سے بچانے میں مصروف رہے۔ الحمد للہ کہ خدا تعالےٰ نے ان کی کوششوں کو بار آور کیا۔ اور ہزاروں گم گشتگان راہ ہدایت کو ان کے ذریعہ بچایا۔ اور اب جبکہ علاقہ ملکانہ کو تمام مولوی اور علماء ایک عرصہ سے چھوڑ کر اپنے گھروں میں واپس آ چکے ہیں۔ اب بھی

ہمارے مبلغ ملکانوں کی اصلاح میں مصروف ہیں۔ اور ان کی کوششوں کے نہایت دل خوش کن نتائج نکل رہے ہیں۔ چنانچہ ۱۰ر مارچ کو حسب ذیل تار مولوی افضال احمد صاحب احمدی مبلغ کی طرف سے نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کو پہنچا ہے

"۳۱۰ مرد اور عورتیں نوگاؤں میں ارتداد سے تائب ہوئے ہیں۔ ایک آدمی جلد بھیجئے"۔

نوگاؤں ملکانوں کا نہایت مشہور گاؤں ہے۔ جو کئی ایک ارد گرد کے دیہات پر خاص اثر اور رسوخ رکھتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے امید ہے کہ اس گاؤں کے لوگوں کا تائب ہونا دوسرے دیہات پر بھی بہت اچھا اثر ڈالے گا۔

یہ کامیابی نتیجہ ہے خدا تعالےٰ کے فضل اور احمدی مبلغین کی مسلسل اور کئی سال کی کوششوں کا جن نوں ارتداد کا زور تھا۔ اس وقت کسی گاؤں کے لوگوں کا ارتداد سے تائب ہونا اس قدر قابل اعتماد نہ تھا جس قدر اب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اب جو لوگ تائب ہو رہے ہیں۔ وہ آریوں کے اندرونی حالات کا اچھی طرح مطالعہ کرنے اور اسلام کے متعلق اپنی تسلی کر لینے کے بعد ارتداد کو چھوڑ رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو آریوں کا پھر ورغلا لینا آسان نہیں ہوگا

نوگاؤں کے نومسلموں نے ایک احمدی مبلغ مانگا ہے۔ جو ان کے ہاں مستقل طور پر رہ کر انہیں اسلامی احکام اور مسائل سے پورے طور پر آگاہ کرے۔ اور ان کے بچوں کو تعلیم دے۔ اس سے بھی ظاہر ہے۔ کہ ان لوگوں نے نہایت سوچ سمجھکر ارتداد سے توبہ کی ہے۔ اور انہیں اپنی اور اپنی اولاد کی اصلاح کا خاص طور پر خیال ہے۔

ایسے مسرت انگیز اور خوش کن نتائج کو دیکھ کر کبھی کسی کو شک ہو سکتا ہے۔ کہ تبلیغ کے فرائض صحیح طور پر ادا کرنے کی اہلیت صرف احمدی مبلغین میں ہی ہے۔ اور وہ ہر قسم کی مشکلات اور تکالیف برداشت کرتے ہوئے اپنا قدم پیچھے نہیں ہٹاتے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے فضل کے امیدوار رہتے ہیں۔

اخبار احمدیہ

احباب کی خدمت میں ایک درخواست

احباب سے درخواست ہے کہ جہاں جہاں مخالفین کی طرف سے سلسلہ احمدیہ کے خلاف یا اسلام کے خلاف کوئی رسالہ یا کتاب شائع ہوئی ہو۔ کم از کم ایک نسخہ اس کا لائبریری تالیف و تصنیف میں بھیجکر ممنون فرما دیں۔ اور اگر وہ خود نہ بھیج سکتے ہوں تو دفتر ہذا کو اس کتاب کے نام اور پتہ سے اطلاع دیں۔ تا اس کے منگوانے کا انتظام کیا جاوے۔

ایسا ہی اگر کوئی پرانی کتاب سلسلہ احمدیہ یا اسلام کے خلاف لکھی ہوئی ان کو مل سکے تو ایسی کتابوں کے حاصل کرنے میں بھی صیغہ ہذا کی امداد کریں۔ کیونکہ ایسی کتابوں کا صیغہ ہذا میں جمع کرنا نہایت ضروری ہے۔

ایسا ہی اگر کوئی اور مفید کتاب لائبریری صیغہ تالیف و تصنیف کے لئے احباب بھیج سکیں تو ایسی کتابوں کو نہایت شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔ خاکسار شیر علی ناظر تالیف و تصنیف

بھڈیار میں مباحثہ

مولوی قمرالدین صاحب مولوی فاضل ۲۹ر فروری کو یہاں آئے۔ اور موضع گھرینڈا میں ایک مولوی صاحب سے گفتگو کی جس میں ہمیں خدا کے فضل سے کامیابی ہوئی۔ اور وہاں کے باشندوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ مگر انہوں نے دوبارہ ایک [illegible] مولوی صاحب [illegible] کو امرت سر سے بلا کر مباحثہ کا چیلنج دیا۔ مولوی قمرالدین صاحب امرت سر جا چکے تھے ہمنے بھی ان کو واپس بلایا۔ تین گھنٹہ تک متواتر مباحثہ رہا۔ تمام اقوام کے لوگ موجود تھے۔ مولوی قمرالدین صاحب نے غیر احمدی مولوی کے ہر سوال کے مدلل جوابات قرآن کریم سے دئے۔ جسے سنکر لوگ عش عش کر اٹھے۔ حاضرین میں سے سمجھدار لوگ ہماری اس کامیابی کے قائل ہیں۔

عباس محمد سیکرٹری تبلیغ بھڈیار ضلع امرت سر

رمضان کا عہد

کیا آپ نے عہد کر لیا ہے کہ اس رمضان میں کم از کم اپنی ایک اخلاقی یا دینی کمزوری کو دور کر دینگے۔ اگر نہیں کیا تو اب بھی وقت ہے ابھی اسی وقت یہ عہد کر لیں اور پھر اس عہد کو پورا کریں۔ خدا آپ کے ساتھ ہو۔

خاکسار مرزا بشیر احمد ناظر تعلیم و تربیت

شکریہ

میں اپنے آقا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اور جناب ایڈیٹر صاحب الفضل اور ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے میرے ماموں سیٹھ الہ دین ابراہیم صاحب کی وفات پر فرداً فرداً و یا جماعت ہمدردی کی تاریں و خطوط ارسال فرمائے۔ اور جنہوں نے جنازہ غائب پڑھا۔ اور جنہوں نے دعائے مغفرت فرمائی۔ خدا ان سب احباب کو بہت بہت جزائے خیر عنایت فرمائے۔ اور مرحوم کے حق میں ان سب خیر خواہوں کی دعائیں قبول فرمائے۔

خاکسار عبد اللہ الہ دین از سکندر آباد

اظہار افسوس

جماعت احمدیہ بھیرہ کو اپنے محترم بزرگ امیر جماعت عالم باعمل و فاضل بے بدل مخدوم محمد صدیق صاحب کی وفات سے بہت بڑا صدمہ ہوا ہے۔ مرحوم مغفور میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ ہم تمام ممبران جماعت مرحوم کے قابل فرزند مخدوم محمد ایوب صاحب و دیگر لواحقین کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔ خادم حسین جنرل سیکرٹری

درخواست دعا

بندہ کا برادر خورد جو کہ امسال ایف۔ اے کلاس کے امتحان کا امیدوار تھا۔ امتحان سے صرف چند روز پیشتر ہی بیمار ہو گیا۔ اور تاہنوز اس کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ احمدی اصحاب سے التماس ہے کہ وہ خلوص دل سے اس کی شفایابی کے لئے دعا فرما دیں۔

نیازمند محمد رفیق ایم۔ اے ٹریننگ کالج ڈھاکہ

۲۔ میں آج کل بہت سی مشکلات میں مبتلا ہوں تمام احمدی برادران سے عرض ہے۔ کہ میری حل مشکلات کے لئے جناب باری میں دعا کریں۔ عاجز سعادت علی احمدی برہمن بڑیہ

۳۔ خاکسار جماعت دہم گورنمنٹ ہائی سکول جڑانوالہ میں تعلیم حاصل کرتا ہے۔ امتحان ۲۸ر مارچ ۱۹۲۸ء کو شروع ہوگا۔ تمام بزرگان سلسلہ سے نہایت ادب و انکساری سے التجا ہے۔ کہ بندہ کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار محمد علی طالب علم جڑانوالہ

۴۔ خاکسار کے فرزند کا جو کہ مدرسہ احمدیہ قادیان میں تعلیم پاتا ہے۔ سالانہ امتحان دس مارچ ۱۹۲۸ء سے شروع ہے۔ اس کی کامیابی کے لئے اور خاکسار کے بڑے فرزند عبد المجید جو کہ مڈل پاس کر کے بیکار گھر میں بیٹھا ہوا ہے ملازمت کے لئے بزرگان سلسلہ سے درخواست دعا ہے۔

خاکسار محمد طیب السیٰ احمدی امام محلہ جماعت احمدیہ
پوسٹ بھرتپور ضلع مرشد آباد بنگال

ولادت

مکرمی میاں رحمت اللہ صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ بنگہ کے گھر اللہ تعالےٰ نے ۲۷ر فروری ۱۹۲۸ء کو فرزند ارجمند عطا فرمایا۔ احباب کرام دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو بوڑھے والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ اور نیکی اور تقویٰ میں لمبی عمر عطا فرما کر خادم سلسلہ بنائے۔ آمین

خاکسار برکت علی خاں دفتر بیت المال قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ / مارچ ۱۹۲۸ء

آریہ سماج اپنے بانی کے خلاف

آریہ صاحبان کہنے کو تو بانی آریہ سماج سوامی دیانند جی کے متعلق یہاں تک کہہ گذرتے ہیں۔ کہ ان کی شان کا کوئی رشی نہ ہوا ہے۔ اور نہ آئندہ ہوگا۔ اور حضرت کرشن جنہیں کروڑوں ہندو تقدیس کا سب سے بڑا درجہ دیتے چلے آئے ہیں۔ اور ان کے نام پر سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہے ہیں۔ ان سے بھی بڑھ چڑھ کر پیش کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں مہاشہ کرشن جی بی اے ایڈیٹر پرکاش کے سے ذمہ دار آریہ نے دہلی کی آریہ سماج کے جلسہ میں لیکچر دیتے ہوئے کہا "جو کام بھگوان کرشن ادھورا چھوڑ گئے تھے۔ رشی دیانند اس کو پورا کرنے کے لئے دنیا میں آئے تھے"!

لیکن عمل کے لحاظ سے سوامی جی کے بڑے بڑے احکام کی بھی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ اور ایسے لوگ پرواہ نہیں کرتے۔ جو آریوں میں "مہاتما" کہلاتے اور ان کے مذہبی راہنما سمجھے جاتے ہیں۔

تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ ہم نے "ستیارتھ پرکاش" کا حوالہ دیکر آریوں سے دریافت کیا تھا۔ کہ جب سوامی جی نے آریوں کو "ستیارتھ پرکاش" میں یہ حکم دیا ہے۔ کہ

"براہمن کے سولھویں۔ کشتری کے بائیسویں۔ ویش کے چوبیسویں سال کیشانت کرم (بال اُڑانا) یعنی حجامت مونڈن ہو جانا چاہیئے۔ یعنی اس رسم کے بعد صرف چوٹی رکھکر باقی ڈاڑھی۔ مونچھ اور سر کے بال ہمیشہ منڈواتے رہنا چاہیئے۔ اور پھر کبھی نہ رکھنے چاہیئے"۔ صفحہ ۲۹۶

تو مہاتما ہنسراج صاحب کی سی خاص پوزیشن کے آریہ نے کیوں خاصی لمبی ڈاڑھی رکھی ہوئی ہے۔

اس کا جواب دینے کی صرف "پرکاش" نے کوشش کی۔ مگر اس نے بھی ایسا جواب دیا۔ جس کی وجہ سے نہ صرف از روئے ستیارتھ پرکاش مہاتما ہنسراج جی کا ڈاڑھی رکھنا جائز ثابت نہ ہوا۔ بلکہ دوسرے آریہ بھی "ستیارتھ پرکاش" کے حکم کی خلاف ورزی کے مرتکب قرار پائے۔

"پرکاش" نے لکھا تھا۔ اس حوالہ میں یہ بھی درج ہے۔ کہ "اگر ملک بہت سرد ہو۔ تو اپنی مرضی ہے۔ کہ جتنے چاہے بال رکھے"۔ اس لئے مہاتما جی ڈاڑھی رکھ سکتے ہیں مگر جب کہا گیا کہ سوامی جی نے خود "کیشانت کرم" کرا کر یعنی ڈاڑھی۔ مونچھ اور سر کے بال تمام عمر منڈا کر بتا دیا ہے۔ کہ ہندوستان "بہت سرد" ملک نہیں۔ تو کسی آریہ کا حق نہیں ہے۔ کہ ہندوستان کو سرد ملک قرار دے کر ڈاڑھی رکھے۔ اور اگر سوامی جی کا فعل آریوں کے لئے حجت نہیں۔ اور ان کے نزدیک ہندوستان "بہت سرد" ملک ہے۔ تو پھر آریوں کا کثیر التعداد طبقہ کیوں ڈاڑھی منڈاتا ہے۔ کیا انہیں ہندوستان کی سردی محسوس نہیں ہوتی۔ اور انہیں ڈاڑھی کے ذریعہ گرمی حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ تو اس کا جواب "پرکاش" سے کچھ نہ بن پڑا۔ اور وہ خاموش ہو گیا۔

اب ہمیں مہاتما ہنسراج صاحب ہی کی ایک تقریر کی بنا پر جو انہوں نے آریہ سماج کالج سیکشن لائلپور کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر کی۔ اور ۱۴ / فروری کے "ملاپ" میں شائع ہوئی۔ کچھ لکھنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔

مہاتما جی نے یہ ذکر کرتے ہوئے کہ "اس سال کے اندر ۲۵ لاکھ مسلمان بڑھ گئے۔ اور ہندوؤں میں سات لاکھ کی کمی ہو گئی"۔ ہندوؤں کی تعداد میں کمی ہونے کی کئی وجوہات بیان کیں۔ جن میں سے ایک یہ بتائی۔ کہ "لڑکیوں کی تعداد لڑکوں کے مقابلہ میں بہت کم ہے"! کیوں؟ اس کا باعث ان کے خیال میں یہ ہے۔ کہ

"ہندوؤں میں یہ خواہش پائی جاتی ہے۔ کہ لڑکا ہو۔ لڑکے کی کامنا ہندوؤں میں بہت زیادہ ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لڑکوں کی تعداد لڑکیوں سے زیادہ ہوتی ہے"!

ممکن ہے۔ ہندوؤں میں اسی لئے لڑکیاں کم پیدا ہوتی ہوں۔ کہ وہ لڑکوں کے مقابلہ میں لڑکیوں کے پیدا ہونے کی خواہش ہی نہیں رکھتے۔ لیکن یہ خواہش نہ رکھنے میں ان کا کوئی قصور نہیں۔ کیونکہ ویدک دھرم اور انیسویں صدی کے رشی نے انہیں یہی تعلیم دی ہے۔ چنانچہ بانی آریہ سماج رشی دیانند جی اپنے ماننے والوں کو نیوگ کی تعلیم دیتے ہوئے من جملہ دیگر وجوہات کے لڑکیاں پیدا ہونے کی وجہ سے بھی نیوگ کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"جب جب اولاد ہو۔ تب تب لڑکیاں ہی ہوں۔ لڑکے نہ ہوں۔ تو گیارھویں برس اور جو بدکلام بولنے والی ہو۔ تو جلدی ہی اس عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے"۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۸

اس کے مقابلہ میں سوامی جی نے کہیں یہ نہیں لکھا۔ کہ "جب جب اولاد ہو۔ تب تب لڑکے ہی ہوں۔ لڑکیاں نہ ہوں۔ تو بھی نیوگ کیا جائے"! پھر "لڑکے کی کامنا ہندوؤں میں بہت زیادہ" نہ ہو۔ تو اور کیا ہو۔ عورتوں میں تو اس کا ہونا اس لئے ضروری ہے۔ کہ جناب رشی نے لڑکیوں کے پیدا ہونے پر انہیں چھوڑ دینے اور دوسری عورتوں سے نیوگ کر لینے کا حکم دیا ہے۔ اور مردوں کے دلوں میں لڑکوں کی خواہش کا ہونا بایں وجہ لازمی ہے۔ کہ وہ نیوگ کرانے کو اپنے لئے موت سے زیادہ تکلیف دہ سمجھتے ہیں۔

پس اگر لڑکیوں کی پیدائش کے خلاف خواہش رکھنا کسی لحاظ سے مذموم اور نقصان رساں ہے۔ تو اس کی ذمہ داری بانی آریہ سماج پر عائد ہوتی ہے۔ آریوں کو چاہیئے۔ کہ پہلے اس قسم کی باتیں "ستیارتھ پرکاش" سے حذف کر دیں۔ اور پھر ان کے خلاف آواز اٹھائیں۔ یہ کیا طریق ہے؟ کہ ایک طرف سوامی دیانند جی کو بھگوان کرشن سے بھی بڑھکر قرار دیا جائے اور دوسری طرف ان کی صاف اور صریح باتوں اور دار[illegible] احکام کو سامنے رکھکر ان کے خلاف بڑے زور کے ساتھ تلقین کی جائے۔

اسی تقریر میں مہاتما جی نے دوسری بات یہ بیان کی: "عام طور پر خیال یہ ہے۔ کہ جس عورت کا پتی مر جائے۔ اس کی دوبارہ شادی نہیں ہو سکتی۔ ایک طرف تو یہ حالت ہے۔ کہ لڑکیاں نہیں ملتیں۔ اور دوسری طرف ہزاروں ودھوائیں [illegible] دیش میں ایسی ہیں۔ جو اولاد پیدا کر سکتی ہیں۔ ہندو گھرانوں [illegible] گھر آباد کر سکتی ہیں۔ مگر وہ ودھوائیں سوسائٹی کے ڈر کے مارے اپنی دوسری شادی کا خیال ظاہر نہیں کر سکتیں"۔

اس بارے میں بھی ہم یہی کہینگے۔ کہ مہاتما جی بیچارے ہندوؤں کو خواہ مخواہ مجرم بنا رہے ہیں۔ ودھواؤں کے متعلق جو خیال ان میں پایا جاتا ہے۔ وہ سوامی جی کا ہی ہے۔ اور وہ ایسی عورتوں کو دوبارہ شادی کرنے کی سخت ممانعت کر چکے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"برہمن۔ کھشتری اور ویش ورنوں میں کھشت یونی عورت اور کھشت ویریہ مرد (یعنی جن کی مجامعت ہو چکی ہو) کا پنر[illegible] (مکرر بیاہ) نہ ہونا چاہیئے (صفحہ ۱۳۲)

اس کے بعد پنر ودواہ کے کئی نقائص بتائے ہیں۔ اور پھر [illegible] عورتوں کو نیوگ کرنے کی تلقین کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"ایک بیوہ عورت دو اولاد اپنے لئے اور دو دو دیگر چار نیوگ شدہ مردوں کے لئے پیدا کر سکتی ہیں"۔ (صفحہ ۱۳۲)

اب کیا یہ مناسب ہے۔ کہ کوئی عام آریہ نہیں۔ بلکہ مہاتما ہنسراج کا سا انسان سوامی جی کے اس صریح ارشاد کے ہوتے ہوئے بیوہ عورتوں کی دوسری شادی کرنے کی تلقین کرے۔ اس سے پہلے انہیں سوامی جی کی طرف سے اجازت ثابت کرنی چاہیئے۔

یا جو کچھ انہوں نے اس کے خلاف فرمایا ہے۔ اسے کالعدم کر دینا چاہیئے۔ پھر آگے قدم اٹھانا چاہیئے ؛۔

مہاتما جی کا یہ کہنا بالکل درست ہے۔ کہ

"ودھواؤں کے سینہ کی آہ اس بھارت ورش کو جلا رہی ہے۔ اور تباہ کر رہی ہے"۔

لیکن اس آہ کا وہ علاج جس کی طرف مہاتما ہنسراج جی نے توجہ دلائی ہے۔ اور جس پر بہت سے آریہ عمل کرنا چاہتے ہیں۔ اور کر بھی رہے ہیں۔ وہ ویدک دھرم یا آریہ سماج کا پیش کردہ نہیں۔ بلکہ اسلام کا تجویز کردہ ہے۔ اور آریہ سماج اس آہ کا جو جواب دیتی ہے۔ وہ ایسا افسوسناک ہے۔ جسے کوئی آریہ سننے کے لئے بھی تیار نہیں۔ کجا یہ کہ اس پر عمل کرے ؛۔

ان حالات میں اگر یہ کہا جائے۔ کہ آریہ سماج اپنے بانی کے خلاف چل رہی ہے۔ اور ساتھ ہی اپنی مذہبی اور دنیوی بہتری اسلامی احکام پر عمل کرنے میں سمجھ رہی ہے۔ تو بالکل درست ہے۔ ہم اس تبدیلی پر آریہ سماج کو قابل مبارکباد سمجھتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی اس قدر گذارش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جب اسلامی تعلیم سے وہ اس طرح فائدہ اٹھا رہی ہے۔ تو کیا اس سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ اسلام کو معاندانہ نظر سے نہ دیکھے۔ اور اسلام کی جن باتوں کی حکمت اس کی سمجھ میں نہ آئے۔ وہ شرافت اور تہذیب کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کرے ؛

مسلمانوں میں کالی بھیڑیں

اس قماش کے مسلمان جو یہ تلقین کر رہے ہیں۔ کہ جب تک ہندوؤں سے مل کر سوراجیہ حاصل نہ کر لیا جائے۔ اس وقت تک تبلیغ اسلام کا ہندوستان میں ذکر تک نہیں کرنا چاہیئے۔ اور کوئی تبلیغی جلسہ یا کانفرنس منعقد نہ کرنی چاہیئے۔ ان کے متعلق سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ اپنی دون ہمتی اور بے غیرتی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور اس بات کا ثبوت دے رہے ہیں کہ وہ اسلام کو ہندوؤں کے ہاتھوں بثمن بخس دراھم معدودۃ فروخت کر رہے ہیں ؛

ادھر ان مسلمان کہلانے والوں اور مسلمانوں کے سب سے بڑے خیر خواہ بننے والوں کی حالت دیکھیئے۔ اور ادھر ہندو اصحاب پر نظر کیجئے۔ ہندو مسلم اتحاد کے کسی بڑے سے بڑے دعویدار کے منہ سے بھی اس قسم کا کبھی کوئی لفظ نہیں نکلا۔ جو شدھی اور سنگٹھن کے خلاف ہو۔ بلکہ وہ ہر طرح اس میں حصہ لے رہے اور ان تحریکوں کو کامیاب بنانے میں پوری کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ معزز معاصر ہمدم (۶ مارچ) سے معلوم ہوا ہے۔ کہ انجمن تعلقہ داران اودھ کے سابق صدر آنریبل راجہ سر رامپال سنگھ صاحب تعلقہ دار

کوری سدھولی "آل انڈیا شدھی سبھا" کے پریزیڈنٹ نئے سال کے لئے منتخب ہوئے ہیں"۔

یہ ایک تازہ مثال ہے۔ ورنہ ہندوؤں میں سے ہر ایک شخص خواہ وہ کسی رتبہ اور کسی درجہ کا ہو شدھی اور سنگٹھن کے لئے ہر رنگ میں سرگرم عمل ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں میں ایسی کالی بھیڑیں موجود ہیں۔ جو نہ صرف خود اسلام کی کوئی خدمت نہیں کرتیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی تبلیغ اسلام کے مقدس فرض سے غافل رکھنے کی کوشش کرتی ہیں ؛

بھائی پرمانند صاحب کا وعظ

ہندو کمار سبھا دہلی کے سالانہ جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے "دیوتا سروپ" بھائی پرمانند صاحب نے ہندوستان میں اتفاق واتحاد پیدا کرنے کا طریقہ بایں الفاظ بیان کیا:۔

"جب تک مسلمان اپنے آپ کو پہلے ہندوستانی اور بعد میں مسلمان نہیں سمجھتے۔ تب تک اتفاق نہیں ہو سکتا"۔ (تیج ۶ مارچ)

ان الفاظ کی تشریح کی چنداں ضرورت نہیں۔ ہندوستان میں یگانگت اور باہمی مودت پیدا کرنے کے لئے دن رات مصروف عمل رہنے والے بھائی پرمانند صاحب مسلمانوں کو نصیحت فرماتے ہیں۔ کہ اگر ہندوستان میں اتفاق پیدا کرنا چاہتے ہو۔ تو ان تحریکات اور سرگرمیوں کو جو تم نے بحیثیت مسلمان شروع کر رکھی ہے۔ یکقلم موقوف کر دو۔ اور جو فرائض تم پر بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے عائد ہوتے ہیں۔ انہیں ہندوؤں کی خوشنودی پر قربان کر دو ؛

گر یہی بھائی صاحب اپنی اسی تقریر میں ہندو نوجوانوں کو یوں خطاب فرماتے ہیں:۔

"نوجوانو ہندو جاتی میں سنگٹھن کی شکتی پیدا کرو۔ جاتی کے لئے مرمٹنا سیکھو۔ اور ہندو جاتی کو بچانے کی کوشش کرو"

کیا ہم بھائی پرمانند صاحب سے یہ دریافت کر سکتے ہیں۔ کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے لئے وعظ کی نوعیت میں یہ اختلاف کس مصلحت کی بناء پر روا رکھا گیا ہے۔ یعنی مسلمانوں کو اپنی تمام قوتیں خالص ملکی اور سیاسی تحریکات پر صرف کرنے کی نصیحت فرما رہے ہیں۔ اور ہندو نوجوانوں کو جاتی کے لئے مرمٹنا سکھا رہے ہیں اور "ہندو جاتی کو بچانے کی کوشش" میں مصروف رہنے کا حکم دے رہے ہیں۔ آخر اس تفاوت کی وجہ کیا ہے۔ کیا ہندوستان کے اتفاق کے لئے صرف مسلمانوں کے لئے ہی پہلے ہندوستانی بننا ضروری ہے۔ یا ہندوؤں کے لئے بھی ؛

بات یہ ہے۔ کہ ہندوؤں کا مسلمانوں کو ہندوستانی بنانے کا مطلب یہ ہے۔ کہ مسلمان ہندو بن جائیں ؛

ہندوؤں میں معلقہ عورتوں کی مشکلات

آریوں کا دعوے ہے۔ کہ جس مرد و عورت کی شادی ہو جائے۔ ان کے حالات خواہ کتنے ہی خراب اور ان کے لئے کس قدر ہی تکلیف دہ اور رنج افزا کیوں نہ ہو جائیں۔ پھر ان میں جیتے جی جدائی ناممکن ہے۔ اور اسے وہ اپنے دھرم کی خوبیوں کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں ایک آریہ لیکچرار پنڈت چموپتی جی ایم اے نے دہلی کے ایک آریہ جلسہ میں بیان کیا۔ کہ "پتی اور پتنی کا رشتہ ہندوؤں میں ایک دھرم کا رشتہ خیال کیا جاتا ہے۔ جو تا عمر برقرار رہتا ہے۔ (الامان ۱۱ فروری)

لیکن اس تاعمر برقرار رہنے کے عقیدہ اور اس پر عمل کرنے سے جو نتائج نکل رہے ہیں۔ وہ خود آریوں ہی کی زبانی سن لیجئے۔ اخبار ملاپ (۲۴ فروری) ایک عورت کو معلقہ چھوڑ کر دوسری شادی کر لینے والے ہندوؤں کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے۔

"بیچاری متروکہ عورت کی حالت خود بخود بیوگان سے بھی بدتر ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ پہلے خاوند کی زندگی میں دوسری شادی نہیں کر سکتی"۔ ان حالات میں کیا ہونا چاہیئے۔ اور اس خرابی کا کیا علاج ہے۔ یہ اسی مضمون میں ہندو دھرم کو اس بارے میں ناقص قرار دیتے ہوئے اس طرح بیان کیا گیا ہے:۔

"صرف ہندو قوم ہی ایک ایسی قوم ہے جس میں مستورات کے ساتھ ایسا ناواجب سلوک روا رکھا گیا ہے۔ کہ خاوند تو دوسری شادی بغیر کسی روک ٹوک کے کر سکتا ہے۔ لیکن عورت کے لئے دوسری شادی ممنوع ہے دوسری قوموں میں خاوند اور عورت ہر دو کے لئے طلاق کا راستہ خاص حالات میں مساوی طور پر کھلا ہے جس کے بعد دونو ہی دوسری شادی کر سکتے ہیں۔ لیکن ہندو عورت جس کو خاوند کی طرف سے تلانجلی مل جاتی ہے۔ بالکل بے بس اور لاچار ہے۔ وہ اپنے خاوند کی زندگی میں نہ صرف دوسری شادی ہی نہیں کر سکتی۔ بلکہ اس کو عزت اور حرمت کی حفاظت کرنے کے علاوہ بیوگان سے بھی بدتر زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔ لہذا یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ ہندو جاتی کو پرانے زمانے کے اصولوں پر جبکہ حالات دگرگوں تھے۔ لکیر کا فقیر ہو کر عمل نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ موجودہ حالات کے مطابق عمل کرنا چاہیئے اور خاوند کی دوسری شادی کو قانوناً روکنے کے لئے یا تو کسی جدید قانون کی شرن لینی چاہیئے۔ یعنی متفقہ آواز سے جدید قانون شادی کو موجودہ حالات کے مطابق واضعان قانون سے پاس کرانا چاہیئے۔ یا مناسب حالات میں موجودہ قانون ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۷۲ء (ایکٹ خاص نزوج) کے نیچے شادی کرنی چاہیئے۔ جس کے دفعات ۱۵ و ۱۶ خاوند کی دوسری شادی میں مانع ہیں۔ جب خاوند کی دوسری شادی برادری کے دباؤ اور رسوخ یا قانون کے ذریعہ سے مشکل یا ناممکن ہو جائیگی۔ تو پہلی عورت کو تلانجلی دینا بھی معدوم ہو جائیگا۔ اور ہندو جاتی کے ماتھے سے بدنامی کا ایک نہایت بدنما داغ مٹ جائیگا"۔ (ملاپ ۲۴۔ فروری ۲۸ء)

مگر ہم افسوس کے ساتھ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ یہ علاج کچھ بھی مؤثر نہ ثابت ہو سکیگا۔ اول تو اس کا منظور ہونا ہی کارے دارد والا معاملہ ہے۔ لیکن اگر اسے منظور کرا کے دوسری شادی کو ناممکن بھی بنا دیا جائے۔ تو بھی ان عورتوں کی حالت میں جنکو خاوندوں نے "بیوگان سے بھی بدتر" بنا رکھا ہے۔ کوئی فرق نہ پڑ جائیگا۔ اور باقاعدہ شادی نہ کر سکنے کی وجہ سے بے قاعدہ تعلقات قائم کر کے اور زیادہ خرابیاں پیدا ہونگی۔ اس کا اصل اور صحیح علاج یہی ہے۔ جو اسلام نے بتایا ہے۔ کہ جو میاں بیوی گزارہ نہ کر سکیں۔ ان کو علیحدہ ہو جانے کا موقعہ دیا جائے ؛

حضرت صوفی مولا بخش صاحب کی زندگی پر ایک نظر!

گذشتہ سے پیوستہ

احمدیت میں ان کی زندگی پر ایک نظر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے ساتھ

ہمارے تعلقات حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم کے زمانہ قیام کشمیر سے شروع ہوتے ہیں۔ جبکہ میرے دادا صاحب اور حضرت عم مکرم کے والد ماجد مرحوم اسی صیغہ فوج میں ملازم تھے۔ جہاں حضرت غلام مرتضیٰ صاحب ایک آفیسر تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق علم و واقفیت حضرت عم مکرم کو لدھیانہ میں زمانہ تالیف براہین میں ہوئی۔ انہوں نے براہین احمدیہ کو سردار عطر سنگھ صاحب رئیس بھدوڑ کے کتب خانہ میں جاکر مطالعہ کیا تھا جہاں ہمارے سلسلہ کے نہایت مخلص اور وفادار رکن منشی عمر الدین صاحب رضی اللہ عنہ لائبریرین تھے۔ اسیوقت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ محبت و اخلاص کا سلسلہ ترقی کر رہا تھا۔ لیکن ۱۸۸۹ء کی بیعت کے وقت وہ لدھیانہ موجود نہ تھے۔ اور عام اعلان کی پوری اشاعت بھی نہ ہوئی تھی اس لئے وہ اس وقت بیعت نہ کر سکے۔ میں اگرچہ اس وقت موجود تھا۔ اور میں نے بیعت کر بھی لی۔ مگر میں حقیقت بیعت سے ناواقف محض تھا۔ ۱۸۹۱ء میں جب حضرت کے دعویٰ مسیح موعود کا اعلان ہوا اور ایک شور بپا ہوا۔ تو میں نے پنجاب گزٹ سیالکوٹ کا ضمیمہ ان کی خدمت میں پیش کیا۔ جو میں نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے لیا تھا۔ جہاں میں اپنے تعلیمی شغل کے علاوہ اخبار نویسی کے مذاق کی نشوونما میں مصروف تھا۔ اس ضمیمہ کے بعد رسائل فتح اسلام اور توضیح مرام کو میں نے پیش کیا۔ اور وہ سلسلہ بیعت میں اولاً بذریعہ تحریر داخل ہوئے۔ اور پھر فروری ۱۸۹۲ء کو میں جب حضرت اقدس علیہ السلام لاہور تشریف لے گئے۔ تو آپ نے محبوب رائیوں کے مکان میں ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیعت کی۔ اس لحاظ سے آپ کی بیعت تحریری ۱۸۹۱ء اور ہاتھ پر ہاتھ رکھکر ۱۸۹۲ء میں ہوئی۔ اور احمدیت میں ان کی زندگی کے جو ۳۷ سال گذرے ایک دن بھی ان پر ایسا نہیں آیا۔ کہ انہیں کسی قسم کا کوئی ابتلاء یا وسوسہ پیدا ہوا ہو۔ ابتدا میں چندوں کی وصولی کے لئے کوئی انتظام نہ تھا۔ اور ہر شخص اپنی طاقت اور توفیق کے لحاظ سے بلا جبر و اکراہ دیتا تھا۔ حضرت عم مکرم اپنی توفیق کے موافق چندہ دیتے تھے۔ اور کوئی تحریک حضرت اقدس کی طرف سے ہوتی تھی جس میں وہ شریک نہ ہوں۔ ابتدائی ایام سلسلہ کی مخالفت میں نہایت شدت اور ابتلا کے ایام تھے۔ مگر انہیں کبھی کسی قسم کی گھبراہٹ یا مخالفت کا اندیشہ نہ ہوا۔ جب چندوں کی باقاعدگی شروع ہوئی۔ اور اس مقصد کے لئے انجمنوں کی تنظیم شروع ہوئی۔ تو سب سے پہلے یہ تحریک میں نے امرتسر میں کی تھی۔ اور انجمن فرقانیہ کے نام سے ایک انجمن قائم کی تھی۔ اس تحریک پر لاہور میں بھی انجمن فرقانیہ قائم ہوئی۔ اور سلسلہ کی تحریکوں کے لئے ایک باقاعدگی کا نظام شروع ہوا۔ حضرت عم مکرم اس تحریک میں پوری دلچسپی لیتے۔ آخر جب قادیان میں تعلیم الاسلام سکول کے آغاز اور ریویو کے اجراء وغیرہ سے چندوں میں ایک تنظیمی رنگ پیدا ہوا تو وہ اپنے چندے باقاعدہ ادا کرتے رہے اور ہمیشہ سالانہ جلسہ پر حاضر ہوتے تھے۔ سب سے پہلے سالانہ جلسہ میں بھی وہ حاضر ہوئے جو ۱۸۹۲ء کے آخر میں ہوا۔ اس کے بعد میرا اور ان کا یہ رنگ رہا۔ کہ ایک جلسہ پر وہ آتے اور دوسرے پر میں۔ مگر ۱۸۹۷ء کے بعد میں مستقل قادیان آگیا اور پھر انہوں نے کبھی ناغہ نہیں کیا۔ احمدیت میں ان کی زندگی کا سب سے بڑا نمایاں حصہ یہی ہے کہ شکوک اور اوہام سے ان کی زندگی بالاتر تھی۔ اور ایمان اور اعتقاد میں کسی اعتراض نے ان کو کبھی جنبش نہیں دی۔ یہاں تک کہ خلافت کے متعلق جب ۱۹۰۹ء میں فتنہ پیدا ہوا۔ اس وقت بھی وہ اس سے الگ تھے۔ اور ۱۹۱۴ء میں جب حضرت خلیفہ ثانی کی خلافت کا آغاز ہوا۔ انہوں نے انکار کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا۔ باوجودیکہ ان میں سے اکثر ہمیشہ ان کی عزت و تکریم کرتے۔ اور بعض سے مخلصانہ محبت کے تعلقات بھی تھے۔ مگر ان سب باتوں کو انہوں نے خدا تعالےٰ کی رضا کے لئے قربان کر دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت سے اخلاص

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت سے ان کو خصوصیت کے ساتھ محبت و اخلاص تھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس خلوص میں ہم پہلے ہی بدنام تھے۔ مجھے تو لوگ احمدیت میں شیعیت کا بانی کہتے رہے۔ مگر میں انہیں ہمیشہ یہی کہتا۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت سے محبت کرنا شیعیت ہے۔ تو بخدا میں اس میں داخل ہونا اپنی سعادت اور نجات سمجھتا ہوں۔ حضرت چچا صاحب بھی اس محبت میں سرشار تھے۔ میرے متعلق جب اس قسم کے الزام شائع ہوئے تو مجھے اکثر کہتے۔ کہ شیعیت جو اہل شیعہ مانتے ہیں۔ وہ صحیح طریق نہیں۔ لیکن اس قدر شیعیت کو اگر وہ شیعیت ہو میں ماننا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت سے محبت و اخلاص رکھا جائے اور اسی طرح اہل بیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ محبت و اخلاص لازمی ہے۔ ایمان میں بشاشت اور ترقی اس کے بغیر پیدا نہیں ہوتی ؎

خلافت کے ساتھ وابستگی

خلافت راشدہ کو وہ ایمان کی تکمیل کے لئے ضروری سمجھتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء کے ساتھ محبت ان کے اعتقاد میں جزو ایمان تھی۔ اور حضرت خلیفہ ثانی کے ساتھ محبت و اخلاص وہ ان کے اہل بیت ہونے اور خلیفہ راشد ہونے کے لحاظ سے ضروری سمجھتے تھے۔ اور خلافت کے تمام جھگڑوں میں انہوں نے اس مقام کو نہیں چھوڑا۔ شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم اور دوسرے لاہوری حضرات کے ساتھ ان کے تعلقات دوستانہ تھے۔ اور وہ ان کی ذاتی نیکی اور تقویٰ کے لحاظ سے ان کا احترام کرتے تھے۔ میں چونکہ نیک نیتی کے ساتھ ان لوگوں سے اختلاف رائے رکھتا تھا۔ اس لئے بعض اوقات میری نسبت ان کی موجودگی میں اگر سب و شتم ہوتی۔ تو وہ روک دیتے۔ کہ اختلاف رائے اس کا محرک نہیں ہونا چاہیئے۔ اور حضرت خلیفہ ثانی کے متعلق تو وہ سن ہی نہیں سکتے تھے ایسے واقعات گذرے ہیں۔ کہ انہوں نے سختی کے ساتھ ان میں سے بعض کو روکا اور ڈانٹا۔ خلافت ثانی کے متعلق وہ کہا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک بیج تھے اور یہ شجر بابرگ و بار ہے۔ اس کا مقام بہت بلند ہے۔ لوگ ناواقف ہیں۔ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابتداء میں بہت تھوڑے لوگوں نے شناخت کیا اس کے مقام کو بھی بہت کم لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں۔ اپنے وقت پر جب اس کا ظہور ہوگا تو حقیقت کھلے گی۔ ان کا عقیدہ تھا۔ کہ خلافت راشدہ کے بغیر سلسلہ اور اسلام زندہ نہیں رہ سکتے۔ اسلام زندہ مذہب ہے اور یہ سلسلہ اس کی زندگی کا ثبوت ہے۔ اور وہ ثبوت خلافت راشدہ کی صورت میں ظاہر ہے۔

تکلف و نمائش سے نفرت

ان کی طبیعت میں سادگی تھی اور تکلف و نمائش سے نفرت تھی۔ وہ قادیان آتے اور اس بات سے پرہیز کرتے کہ آگے بڑھکر بیٹھیں۔ یا حضرت صاحب سے بہت باتیں کریں۔ وہ ایک نہ

سے مصافحہ کرنا اور اپنی نذر عقیدت پیش کر لینا کافی سمجھتے اور مجلس میں ایک طرف بیٹھے رہتے بمشار الیہ بننے سے پرہیز تھا جس قدر ایام یہاں رہتے۔ خاموشی کے ساتھ گذارتے دوسرے لوگوں سے بقدر ضرورت ملتے۔ اور زیادہ تر وقت پنے مشاغل دعا و نماز میں گذارتے۔ مجلسوں سے نفور اور خلوت کے دلدادہ تھے۔

دعا اور نوافل کی عادات

آغاز جوانی سے ان میں دعا اور نوافل کی عادت تھی۔ اور دعاؤں کے متعلق ان کا التزام عموماً یہ تھا کہ وہ اپنی دعائیں نوافل اور نماز میں کیا کرتے تھے۔ اشراق کی نماز انہوں نے ساری عمر میں کبھی قضا نہیں کی۔ اور تہجد کے بالالتزام پابند نہ تھے۔ اکثر پڑھتے اور جب نماز نہ پڑھتے تو بھی سحر خیزی کی عادت تھی۔ استغفار اور دعاؤں میں مصروف رہتے۔ مکرمی صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب (جو لدھیانہ کے ہمارے ہمسایہ ہیں) ان کی جوانی کی شہادت دیتے ہیں کہ ابھی داڑھی مونچھ نہیں نکلی تھی۔ کہ میں ان کو اکثر مسجد کے بورئے پر نماز و دعا میں مصروف پاتا تھا۔ رمضان کے روزے انہوں نے کبھی قضا نہیں کئے۔ بلکہ اس التزام میں وہ اپنی جان پر سختی بھی کر لیتے تھے۔

دعاؤں کے متعلق ان کا ایک التزام یہ تھا کہ وہ ہمیشہ غیر آباد مسجدوں اور ویرانوں میں چلے جاتے۔ جہاں کوئی نہ انہیں دیکھتا۔ اور نہ کسی کی آمد و رفت ہوتی۔ رخصت کا دن عموماً وہ ایسے ویرانوں اور غیر آباد مسجدوں میں گذارنے اور دعاؤں میں بسر کرتے۔ لاہور اور اس کے گرد و نواح کی یقیناً کوئی مسجد نہیں رہی ہوگی۔ جہاں انہوں نے نمازیں نہ پڑھی ہونگی جب کبھی وہ اپنے [illegible] ق کے لحاظ سے ریلوے پاس لیکر دور دراز شہروں میں چلے جاتے۔ تو اس سفر سے بھی یہی غرض ہوتی تھی کہ وہاں کوئی ان کے اوقات میں مخل نہ ہوگا۔ اور وہ اپنے مولا سے راز و نیاز کی باتیں کہہ سکیں گے۔ وہ اپنی اور اپنی اولاد کی تمام ترقیوں اور کامیابیوں کو دعاؤں ہی کا نتیجہ یقین کرتے تھے۔ بارہا اپنے بچوں کو اور مجھے بھی کہتے کہ ان کی ترقیات ان کی یا میری کسی قابلیت اور محنت کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ یہ خدا تعالےٰ کے فضل اور دعاؤں کی قبولیت کا ثمرہ ہے۔

وہ ہر مشکل کا علاج دعاؤں سے ہی کرنے کے عادی تھے صدقات کے نہ صرف قائل بلکہ عامل تھے۔ بلا لحاظ اس امر کے کہ اس کی مقدار کیا ہے۔ وہ خاص دعاؤں کے سلسلہ کو شروع کرنے سے پہلے مخفی صدقہ دینے کے عادی تھے۔ اگرچہ وہ ایک پیسہ یا ایک آنہ ہی ہو۔ زکوٰۃ کے قابل مال ان کے پاس جمع نہیں ہوا۔ ایک مرتبہ زکوٰۃ کے قابل مال تھا۔ اور مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کہ اس میں سے زکوٰۃ ادا کی میں جبکہ حج کر کے واپس آیا اور میں نے کہا کہ آپ حج کر آئیں۔ تو کہا کہ جی تو چاہتا ہے۔ مگر ایسے طور پر کہ وہاں ایک لمبا زمانہ گذار سکوں غرض احکام و ارکان اسلام کی شدت سے پابندی کرتے تھے۔ اور گھر والوں سے کراتے تھے۔ نمازوں کے لئے سب کو اٹھایا کرتے تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت عام طور پر کرتے اور رمضان میں خصوصیت سے تلاوت ضروری سمجھتے بلکہ وہ رمضان کا ایک جزو سمجھتے تھے۔ ابتداءً تراویح کی نماز باجماعت پڑھا کرتے تھے۔ اور یہ جماعت ہم گھر میں کیا کرتے تھے۔ اور اول شب میں پڑھتے۔ مگر بعد میں وہ بصورت تہجد پڑھا کرتے تھے۔ اس وقت بھی جبکہ اول شب میں پڑھا کرتے تھے۔ سحری کھانے سے پہلے نوافل ضرور پڑھتے۔ غرض وہ عابد اور شاغل انسان تھے۔

قادیان کی اقامت اور ہجرت کا عزم

وہ قادیان ہی میں رہنا چاہتے تھے خصوصاً اس وقت سے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شائع فرمایا کہ جو شخص قادیان میں ہجرت نہیں کرتا یا ہجرت کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اس کا ایمان خطرہ میں ہے۔ صدر انجمن احمدیہ نے ایک مرتبہ اعلان کیا کہ وہ زمین کے کچھ ٹکڑے سالانہ کرایہ پر مکان بنانے والوں کو دیگی۔ انہوں نے بھی دس مرلہ کا ایک ٹکڑہ لیا۔ تا کہ مکان بنا کر یہاں آباد ہوں۔ مگر حالات نے مساعدت نہ کی۔ اور مکان بنانے کا موقعہ نہ ملا۔ بالآخر اپنی ملازمت سے ریٹائر ہو کر ایک قطعہ زمین خرید کیا۔ اور اس میں مکان کی تجویز تھی۔ پچھلے دنوں جب وہ قادیان آئے تو میرے ساتھ ایک مختصر سا مکان بنانے کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ لیکن مشیت ایزدی میں ان کے لئے وہ مختصر مکان مقدر ہو چکا تھا۔ جو زندگی میں نہیں۔ بلکہ مر کر ملتا ہے۔ تاہم جب انہیں موقعہ ملتا وہ اکثر یہاں آ کر رہتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات میں ایک مرتبہ ۱۹۰۲ء اور ۱۹۰۳ء میں ایک سال کی رخصت لیکر آئے۔ اور ادارۃ الحکم میں انتظامی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اس وقت بھی منشاء یہی تھا۔ کہ اگر حالات مساعدت کریں۔ اور الحکم اس بار کا متکفل ہو سکے تو وہ ملازمت کو خیرباد کہدیں۔ مگر الحکم اس قابل نہ تھا۔ اور اس طرح پر ان کا لاہور جانا خدا تعالےٰ کے فضلوں کا موجب ہو گیا۔ اگر وہ اسی وقت ریٹائر ہو جاتے۔ تو ان کی ترقیات جو دفتر میں ہوئیں۔ اسی مقام پر ختم ہو جاتی تھیں اور بچوں کی کالج کی تعلیم کے اخراجات خصوصیت سے بڑھ جاتے ان کی موجودگی لاہور کے باعث دو لڑکوں شیخ مبارک اسمٰعیل صاحب اور شیخ مسعود احمد صاحب کی کالج کی تعلیم مکمل ہو گئی۔ اور تیسرا بیٹا شیخ محمد اسحٰق ان کے ہی دفتر میں ملازم ہو گیا الحمد للہ [illegible]

سیرۃ پر سرسری نظر

صوفی صاحب ایک شفیق باپ تھے انہوں نے اپنی اولاد کی تربیت نہایت عمدگی سے کی۔ اور ان میں اپنے عمل سے دینداری کی روح پیدا کرنے کی کوشش کی اور دعاؤں سے ان کوششوں کے بارور ہونے کی التجا۔ خدا تعالےٰ نے ان کی دعاؤں کو سنا اور کوششوں کو کامیاب کیا۔ خدا کے فضل سے ساری اولاد احمدی اور مخلص احمدی ہے۔ اولاد کی تعلیم کے لئے وہ ہمیشہ کوشاں رہے۔ اور لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم میں کبھی سستی نہ کی۔ البتہ وہ لڑکیوں کی تعلیم کا معیار صرف یہ سمجھتے تھے۔ کہ وہ عمدگی سے تربیت اولاد اور خانہ داری کی بہترین فرائض ادا کر سکیں۔ بحیثیت شوہر کے وہ ایک وفادار شوہر تھے۔ ان کی پہلی بیوی کا ۱۹۱۱ء میں انتقال ہو گیا۔ مرحومہ بہشتی مقبرہ میں مدفون ہے۔ اس کے بعد دوسری شادی کی۔ اس کی خاطر داری اور حسن سلوک میں کبھی کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی۔ اس کے بطن سے بھی دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔ مرحوم کثیر الاولاد تھے۔ اکثر بچے نوعمری میں فوت ہو گئے۔ اور ہر ایسے موقعہ پر رضا بقضا کا ثبوت دیا۔ دوستوں کے ساتھ پورے مخلص اور وفادار تھے۔ مگر بے تکلفی ان کی عادت نہ تھی۔ وہ اس امر کے عادی نہ تھے۔ کہ دوسروں کے پاس جا کر گھنٹوں بیٹھیں۔ دوستی محض خدا کے لئے ہوتی تھی۔ چنانچہ جب خلافت ثانیہ کے وقت بعض لوگوں نے مخالفت کی۔ تو انہوں نے ایسے دوستوں سے قطع تعلق کرنے میں ذرا بھی مضائقہ نہ کیا۔

مرض الموت اور وفات

وفات سے ایک مہینہ پیشتر انہیں تپ محرقہ ہوا تھا۔ اس سے صحت ہو گئی۔ مگر جگر پر اس کا اثر باقی رہا۔ جس کی وجہ سے جگر بڑھ گیا تھا۔ اور طبیعت دن بدن کمزور ہوتی گئی۔ باایں وہ اس کمزوری کی پرواہ نہ کرتے۔ حسب معمول باہر نکلتے اور اپنے سودے سلف خود خریدتے۔ جس کی انہیں ہمیشہ سے عادت تھی۔ کبھی اپنا کام دوسروں کے سپرد نہیں کیا کرتے تھے آپ چھوٹی سی چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز خرید کر لایا کرتے تھے۔ خدا کے فضل سے نوکر بھی میسر تھے۔ مگر اس قسم کے کام خود ہی کرتے تھے۔ حتیٰ کہ بیماری اپنا اثر کر گئی۔ مجھے آخری وقت کے قریب مکرمی حکیم محمد حسین صاحب قریشی کے خط سے ان کی حالت کا علم ہوا۔ اس لئے کہ مبارک اسمٰعیل اور مسعود احمد صاحبان دونوں اپنی ملازمتوں پر تھے۔ میں جب پہنچا۔ تو مبارک اسمٰعیل بھی آ چکے تھے۔ ایک قسم کی مدہوشی تھی۔ مگر ایسی مدہوشی و بدحواسی نہ تھی۔ کہ شناخت نہ کریں۔ ہر دوست کو جو آتا تھا۔ شناخت کرتے تھے۔ مرض الموت سے چند روز

پیشتر خود غسل کیا۔ اور اپنے جسم کو ہر طرح مطہر کیا۔ اسی بیہوشی کی حالت میں اپنی احمدیت کا اعلان کرتے ہوئے ایک دفعہ کہا کہ میں شیعہ نہیں۔ وہابی نہیں میں احمدی ہوں۔ اور ایک دفعہ مبارک اسمٰعیل سے کہا۔ کہ احمدیت خدا کا مذہب ہے اس کو دنیا میں پھیلا دو۔

فوت ہونے سے ایک دن پہلے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو بہت یاد کرتے رہے۔ بار بار ان کا ذکر کرتے۔ اسی حالت میں باوجودیکہ ڈاکٹر اپنے طبی نقطۂ خیال سے امید زیست چھوڑ بیٹھے تھے۔ مگر ان کے قلب اور نبض کی غیر معمولی قوت پر حیران تھے۔ آخر ضعف بڑھتا گیا۔ اور بخار کا ایک شدید حملہ ہوا یکدم ۱۰۵ درجہ کا بخار ہو گیا۔ اور اسی حالت میں ۱۳ر اور ۱۴ر فروری ۱۹۲۶ء کی رات کو تین بجے کے قریب اپنے مولا حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم جب اپنی ملازمت سے ریٹائر ہوئے۔ تو ان کو پراویڈنٹ فنڈ کی ایک معقول رقم ملی۔ سب سے پہلا کام جو انہوں نے اس روپیہ کے استعمال کا کیا وہ زر وصیت کا داخل کرنا تھا۔ اور اس طرح پر اپنی زندگی میں اپنے حواس کی پوری درستی اور سلامتی کے ساتھ وصیت کی اور اس کا روپیہ ادا کیا۔ جنازہ لاہور سے قادیان ۱۴ر کی شب کو پہونچا۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور قطعہ خاص میں دفن کرنے کی اجازت کے لئے درخواست کر دی تھی۔ جس کو حضور نے ازراہ کرم منظور فرما کر ہمارے خاندان پر خاص احسان فرمایا۔ چنانچہ ۱۵ر فروری کو ۳ بجے دن کے قادیان کی تمام جماعت موجودہ نے باغ میں آپ کا جنازہ پڑھا۔ اور مقبرہ بہشتی کے قطعہ خاص میں ہم نے اس امانت کو سپرد خاک کیا۔ جماعت کے تمام اکابر موجودہ قادیان موجود تھے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت مولوی شیر علی صاحب امیر مقامی اور دوسرے بزرگوں نے کندھا دیا۔ جنازہ مولوی سید سرور شاہ صاحب نے پڑھایا۔

بہت سے دوست فرداً فرداً میرے پاس اور عزیز مکرم مبارک اسمٰعیل صاحب اور شیخ مسعود احمد صاحب کے پاس تعزیت کے لئے آئے۔ میں نے ان دوستوں کو یہی جواب دیا کہ موت تو اٹل چیز ہے اور یہ خوفناک چیز نہیں۔ بلکہ ایک جسر ہے جس پر گذر کر یار سے مل جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت عم مکرم کی وفات سے ہم ان کی مخلصانہ دعاؤں اور دلسوز مشوروں سے محروم ہو گئے لیکن جس قسم کی زندگی وہ جیا اور جیسی موت وہ مرا وہ مبارک اور کامیاب ہے۔ اس لئے تعزیت نہیں بلکہ مبارکباد کا مقام ہے۔ غرض مرحوم اپنی زندگی نہایت کامیابی

درود شریف اور اجرائے نبوت

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے حال میں ہی ایک خطبہ میں درود شریف کی حقیقت اور اس کے اثرات کا ذکر فرمایا حضرت اقدس نے درود شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام کی خصوصیت کی حکمت یہ بتلائی تھی۔ کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں ان کے بعد آنے والے انبیاء میں یہ امتیازی فضیلت بخشی ہے۔ کہ وہ سب نبی حضرت ابراہیمؑ کی جسمانی اولاد میں سے بھی ہیں۔ جیسا کہ آیت "وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتاب"۔ سے ظاہر ہے۔ غرض اس دعا میں کما صلیت علیٰ ابراھیم کہ کر اشارتاً نبوت جیسے بڑے انعام کا دروازہ بھی امت محمدیہ کے لئے کھول دیا گیا ہے۔ اس صاف اور بین استدلال کے متعلق جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب حسب معمول "بچوں کا کھیل" وغیرہ لکھنے کے بعد تحریر کرتے ہیں:۔

"کچھ شک نہیں کہ رحمتوں کے نزول میں دونوں قسم کی رحمتیں ظاہری و باطنی مد نظر ہیں۔ مگر رحمت کے نزول کے یہ معنی نہیں ہوا کرتے کہ وہ درحقیقت زحمت ثابت ہو اور بجائے ترقی کے تنزل پیدا کر دے محمد رسول اللہ پر خاص رحمت کے نزول کا تقاضا تو یہ ہے کہ آپ پر اس قدر رحمت کا نزول ہو۔ کہ آپ کا فیضان نبوت کبھی ختم نہ ہو۔ بلکہ ترقی کرتا چلا جائے۔ اور آپ کی امت پر خاص رحمت کے نزول کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا قدم ہمیشہ ترقی ظاہری و باطنی کی طرف پڑے تنزل کی طرف کبھی نہ پڑے"۔

پھر آپ اس مفروضہ "زحمت" کی تشریح میں مندرجہ بالا استدلال کے خلاف انتہائی زور سے فرماتے ہیں:۔

"اس کے یہ معنی ہیں کہ اے اللہ تو اس امت میں سے ایک بندہ کو نبی بنا دے۔ جو محمد رسول اللہ کی نبوت و رسالت کو منسوخ کر کے خود آپؐ کی کرسی پر بیٹھ جائے۔ اور آپؐ کی متبع امت پر یہ رحمت نازل ہو۔ کہ وہ سب کی سب نئی نبوت کے آجانے سے چشم زدن میں کافر بن کر رہ جائے۔ اور جب تک وہ اس نئے نبی پر ایمان نہ لائے۔ باوجود خدا کی توحید اور محمد رسول اللہ کی رسالت پر ایمان رکھنے کے جہنم کی سزاوار اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار پائے۔ اور چونکہ خود میاں محمود احمد صاحب نے یہ مانا ہے۔ کہ نئے نبی کی اسی وقت ضرورت ہوتی ہے۔ جبکہ پہلی امت گمراہ ہو جائے۔ تو دوسرے لفظوں میں حضرت محمد صلعم اور آپؐ کی متبع امت پر درود کے یہ معنے بھی ہوئے کہ اے اللہ سب کی سب امت گمراہ ہو جائے۔ تاکہ اس امت کا ایک بندہ نبی بنے"!

(پیغام صلح ۵ار فروری ۱۹۲۶ء)

ناظرین کرام! ڈاکٹر صاحب کے استدلال میں جو آیات قرآنی یا نصوص حدیثی ہیں۔ وہ آپ کے سامنے ہیں۔ آپ نے اس طویل عبارت میں حسب ذیل سوالات کئے ہیں۔

اول:۔ نبوت کا وجود زحمت ہے۔ کیونکہ اس سے آنحضرت کا فیضان نبوت ختم ہو جاتا ہے۔

دوم:۔ نبوت کے آنے سے آنحضرت کی نبوت و رسالت منسوخ ہو جاتی ہے۔

سوم:۔ نبوت ایک بلاء عظیم ہے۔ کیونکہ اس کے آنے سے امت مسلمہ چشم زدن میں کافر بن کر رہ جائے گی۔

چہارم:۔ اندریں صورت خدا اور رسول پر ایمان کے باوجود امت جہنم کی وارث بن جائیگی۔

پنجم:۔ اگر درود میں نبوت کی دعا تسلیم کی جائے تو یہ بھی ماننا پڑیگا۔ کہ گویا اس میں امت کی گمراہی کی دعا ہے۔ کیونکہ بقول میاں صاحب (سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ) نبوت بلا ضرورت نہیں آتی۔

ان پانچ سوالات کے جوابات حسب ذیل ہیں:۔

اول:۔ نبوت کا وجود کسی زمانہ میں بھی زحمت نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے قرآن مجید نبوت کو نعمت الٰہی قرار دیتا ہے۔ اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا۔ باقی فیضان نبوت کے ختم ہونے کی بھی خوب کہی۔ "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے"۔ جناب والا! اگر فیضان نبوت بند نہیں ہوا۔ تو نبوت کیسے بند ہو گئی؟ بھلا اگر نبوت ناممکن الوجود ہے۔ تو فیضان نبوت کا کیا ثبوت ہے؟ کس قدر تعجب کی بات ہے۔ کہ ہم بار بار بآواز بلند کہہ رہے ہیں کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی توجہ نبی تراش ہے"۔ آپ کے فیضان سے نبی بن سکتے ہیں۔ مگر جناب ڈاکٹر صاحب ہمیں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان نبوت کو ختم کرنے والا قرار دیتے ہیں۔ ع

اینچہ بوالعجبی است

دوم:۔ درود آنحضرت صلعم کی رسالت و نبوت کی منسوخیت کی دعا نہیں۔ بلکہ آپ کی رسالت کے بلند ترین مرتبہ تک پہونچنے کے لئے دعا ہے۔ تاکہ آپ کی اتباع سے امتی بھی نبی ہو سکیں۔ جماعت احمدیہ کسی ایسے نبی کے آنے کی قائل نہیں جو سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت یا شریعت کو منسوخ کرنے کا دعویدار ہو۔ اور آپ کی کرسی پر بیٹھے یقیناً ڈاکٹر صاحب موصوف اور ان کے ہمنوا جانتے ہیں کہ ہم کسی ناسخ نبی کے قائل نہیں۔ لیکن عوام کو گمراہ کرنے کے لئے وہ ایسی بے پر کی اڑاتے رہتے ہیں۔ مگر تا بکے

سوم:- آج نبوت کے آنے سے لوگوں کے کافر بننے کا جو خطرہ ظاہر کیا جا رہا ہے۔ کیا وہ حضرت موسٰی علیہ السلام کے بعد موجود نہ تھا۔ جبکہ متعاقب در پے سینکڑوں نبی آئے۔ اور منکرین کافر کہلائے۔ کیا بنی اسرائیل جو اپنے آپ کو موسٰیؑ کی متبع امت قرار دیتے تھے۔ یہی "چشم زدن" والا اعتراض نہ کر سکتے تھے؟ حقیقت یہ ہے کہ نبی کافر بنانے نہیں آتا۔ کافر بننے والے پہلے ہی بن چکے ہوتے ہیں۔ مگر اس کی آمد کے بغیر کسی کو کافر نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ جب تک سورج کا طلوع نہ ہو۔ تاریک رات میں سیاہ اور سفید۔ بدصورت و خوبصورت کی تمیز نہیں ہو سکتی۔ مگر یہ کہنا حماقت ہے۔ کہ سورج نے بدصورت بنائے ہیں۔ میں ڈاکٹر صاحب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ بھی مہدی۔ مسیح۔ رجل فارس۔ اور مجدد اعظم تسلیم کرتے ہیں۔ تو کیا ان کی آمد بلا ضرورت تھی؟ کیا ایمان ثریا پر جا چکا تھا؟ کیا "لا یبقی من الاسلام الا اسمہ" (کہ اسلام کا نام ہی باقی رہ جائے گا) کا نظارہ پیدا نہ ہو چکا تھا؟ اور قرآن دنیا سے اُٹھ نہ گیا تھا؟ اگر جواب اثبات میں ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں میں مذکور ہے۔ تو پھر نبوت کے لفظ سے اور کونسی زیادتی ہو سکتی تھی؟ جس کے لئے آپ اس قدر پریشان ہو رہے ہیں۔

چہارم۔ کیا ہی اُلٹی بات ہے۔ کہ نبوت جو جہنم سے بچانے کے لئے آتی ہے۔ اس کو ہی جہنم کا موجب قرار دیا جاتا ہے۔ اور طرفہ یہ کہ یہ سب باتیں محض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے لئے ہی مخصوص ہیں۔ پہلی نبوتیں ان تمام اعتراضات سے پاک تھیں۔ مسلمانوں کے جاہل طبقہ کا خیال ہے۔ کہ قرآن اور علم نہ پڑھنا چاہیئے۔ کیونکہ پھر انسان گرفت میں آجاتا ہے۔ یہی مطلب جناب ڈاکٹر صاحب کا ہے۔ کہ نبوت نہ آنی چاہیئے کیونکہ پھر انسان جہنم کا وارث بن جاتا ہے۔ خدا اور رسول پر ایمان کے باوجود دوزخ میں جانا اور بھی حیرت زا ہے۔ جناب من! یہ اعتراض تو ہر دوسرے نبی پر پہلے نبی کی امت کہلانے والے کر سکتے ہیں۔ فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔

واضح رہے۔ کہ یہ محض سفسطہ ہے۔ کہ اللہ اور رسول پر ایمان رکھنے والے جہنم کے وارث قرار دئے جائیں گے۔ کیونکہ جو لوگ اللہ اور رسول پر ایمان لانے والے ہوں گے۔ وہ کسی نبوت کا انکار ہی نہ کر سکیں گے۔ محض مونہہ سے ادعا، کوئی چیز نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ (مشکوٰۃ) کہ جو لا الٰہ الا اللہ کہے وہ جنت میں داخل ہو جائیگا۔ تو کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مانے بغیر نجات ہو سکتی ہے؟ آریہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ کتنا بڑا ظلم ہے۔ کہ محض اللہ کو ماننے سے نجات نہیں۔ جب تک رسول کو بھی نہ مانا جائے۔ کیا اللہ پر ایمان رکھنے والوں کو (نعوذ باللہ) آنحضرت کی آمد نے جہنم کا وارث بنایا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ آپ کی آمد کے وقت جو لوگ سچ مچ اللہ پر ایمان رکھتے تھے۔ وہ آپ کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ اسی طرح آج جو لوگ واقعی طور پر اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول سید الانبیاء پر سچا ایمان رکھتے ہیں۔ وہ بھی علم ہوتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت کے لئے کمربستہ ہو جاتے ہیں۔

مجھے رہ رہ کر تعجب آتا ہے۔ کہ "حضرت ڈاکٹر صاحب" اتنی سادگی کیوں اختیار کر رہے ہیں۔ کیا آنجناب کو معلوم نہیں۔ کہ فیج اعوج کے زمانہ کے لوگوں کے متعلق جن کو مومن بنا کر وارث جہنم بننے سے بچانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور اس کی خاطر ایک برگزیدہ کی نبوت سے انکار کرنا بھی جائز سمجھا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لیسوا منی ولست منھم (مشکوٰۃ) میرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ اور وہ مجھ سے بیگانہ ہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا ہے کہ میری امت کے ۷۳ فرقے ہو جائیں گے۔ جن میں سے نجات یافتہ فرقہ صرف ایک ہوگا۔ باقی جہنم میں جائیں گے۔ کلھم فی النار الا واحدۃ۔ میں سمجھتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ وہ ناجی فرقہ حضرت مسیح موعودؑ کے ماننے والوں کا ہی ہے۔ اور اس صورت میں انہیں خود بھی یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ اگرچہ مسیح موعود علیہ السلام نبی نہ بھی ہوں۔ تب بھی باقی فرقہ ہائے مسلمانان "کلھم فی النار" کا مصداق ہو جائیں گے۔ غرض نبوت کے انکار سے بھی وہ فائدہ مترتب نہیں ہو سکتا۔ جو شق چہارم میں بیان کیا گیا ہے۔

پنجم:- بے شک نبوت بلا ضرورت نہیں آتی۔ بلکہ گمراہی اور ضلالت کے وقت میں نبی بھیجے جاتے ہیں۔ مگر یہ بات سیدنا محمود ہی نہیں فرماتے۔ بلکہ ڈاکٹر صاحب کے خضر راہ جناب مولوی غلام حسن صاحب پشاوری بھی سید احمد نور کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"میں یہاں ایک اور بات بھی کہنی چاہتا ہوں۔ آپ کا یہ عقیدہ کہ نبوت کے لئے ضرورت شرط نہیں قطعاً باطل ہے۔ قرآن کریم ناطق ہے۔ کہ ان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم۔ کوئی چیز نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں۔ مگر ہم اس کو ایک مقرر اندازے سے اتارتے ہیں۔ وبالحق انزلناہ وبالحق نزل ہم نے اس (قرآن) کو ضرورت پر نازل کیا ہے۔ اور حق کے ساتھ اُترا ہے دنیا میں جب روحانی امراض کثرت سے پیدا ہو جاتے ہیں اور معمولی علماء و صلحاء اس کے چارہ سے عاجز آجاتے ہیں (جیسا کہ موجودہ وقت میں عاجز آ گئے تھے۔ ناقل) تو اللہ تعالےٰ ایک شخص کو ملکوتی ہتھیار دے کر مبعوث کرتا ہے۔ جو موجودہ فسادات کی اصلاح کرتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے تعلیم پا کر ایسی تجاویز کرتا ہے۔ جن سے فسادات میں کمی ہو جائے اور امن پھیل جائے۔ اسی واسطے قرآن کریم نے رسولوں کا نام امین رکھا ہے۔" (پیغام صلح یکم فروری ص۵)

رہا یہ کہنا۔ کہ پھر "نبوت کی دعا سے ضلالت کی دعا بھی لازم آجائے گی۔" سراسر نافہمی پر مبنی ہے۔ سیدنا ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی اور حضرت اسماعیل کی نسل میں سے ہر وقت کے لئے "امت مسلمۃ" کی دعا کرتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی فرماتے ہیں:- ربنا وابعث فیھم رسولاً (البقرہ ع ۱۵) اے اللہ تو ان میں سے ایک عظیم الشان رسول کو مبعوث فرما۔ اب کیا کوئی عقلمند کہہ سکتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کی گمراہی کی بھی دعا کی؟ معلوم ہوتا ہے۔ جو نکتہ ڈاکٹر صاحب کو سوجھا ہے۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم نہ تھا۔ ع بریں عقل و دانش بباید گریست۔ پس درود شریف میں نبوت کی دعا کے ہونے سے امت کی گمراہی کی دعا نہیں ہے۔ بلکہ گمراہی کے علاج کے لئے دعا ہے پھر میں کہتا ہوں۔ کہ نبوت کے لئے ہی یہ اعتراض کیوں مخصوص کیا جاتا ہے۔ کیا ہر مصلح اور مہدی کے لئے دعا فساد اور ضلالت کی دعا قرار دی جائے گی؟ بالآخر یہ یاد رہے۔ کہ امت پر تنزل اور ضلالت کا دَور آچکا۔ اب اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ اب تو خاص رحمت کے نزول کا تقاضا ہی ہونا چاہیئے تھا۔ کہ کوئی برگزیدہ خدا نبوت کے آبحیات سے مُردوں کو زندہ کرتا اور پستی اور قعر مذلت میں پڑی ہوئی قوم کو اوج سعادت اور فلک ترقی پر لے جاتا۔ سو الحمد للہ۔ کہ وہ تقاضا پورا ہو چکا۔ اور حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام خدا کا جری گرے ہوؤں کو اُٹھانے کے لئے آچکا ہے۔ مبارک ہیں وہ جو آپ کو شناخت کریں۔

خاکسار اللہ دتا جالندھری قادیان دارالامان

تبلیغی ٹریکٹ

میں نے الفضل کی کسی گذشتہ اشاعت میں اعلان کیا تھا۔ کہ منشی محمد ابراہیم صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ ننکانہ صاحب (سانگلہ سید والہ) ضلع شیخوپورہ نے کچھ تبلیغی ٹریکٹ چھپوائے ہوئے ہیں۔ احباب محصول ڈاک بھیجکر ان سے طلب فرمائیں۔ لیکن آمدہ اطلاع سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ احباب ان سے ٹریکٹ تو مفت طلب کرتے ہیں لیکن محصول ڈاک بھی نہیں بھیجتے۔ یہ امر قابل افسوس ہے۔ اس وقت تک ان تبلیغی ٹریکٹوں کے آٹھ نمبر بارہ ہزار کی تعداد میں انجمن احمدیہ سید والہ ضلع شیخوپورہ کے خرچ پر ......

[illegible] ناظر دعوت و تبلیغ قادیان دارالامان

معاونین جرائد سلسلہ

الفضل

نواب محمد عبداللہ خان صاحب قادیان ۲ خریدار
محمد دین صاحب رانچی ۲ ؍؍
مولوی نور محمد صاحب محلانوالہ یک
حافظ عبدالرزاق صاحب ہانسی ؍؍
محمد صدیق صاحب لاہور ؍؍
عبدالحلیم صاحب آگرہ چھاؤنی ؍؍
غلام محمد صاحب مچھرالہ یک
عبدالغفور صاحب چک ۵۵ ؍؍
بشیر احمد صاحب قادر آباد ؍؍
عبدالرشید صاحب کانگڑہ ؍؍
اقبال احمد صاحب لائل پور ؍؍
احسان الٰہی صاحب جھنڈور ؍؍
ملک چراغ الدین صاحب چک ۹ ؍؍
عجب لال خان صاحب کیرنگ ؍؍
حبیب الرحمن صاحب تونسہ ؍؍
مستری نور محمد صاحب سپوال ؍؍
امام الدین صاحب جہلم ؍؍
ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب نکاہٹی ؍؍
منشی غلام حسین صاحب موہلیکی ؍؍
محمد آصف علی خان صاحب برہمن بڑیہ
اقبال حسین صاحب بھاگل پور یک
اکبر علی شاہ صاحب بھون یک

ڈاکٹر محمد یار خان صاحب کوہاٹ یک خریدار
ننھے خانصاحب کنوہ یک
بابو محمد رفیق صاحب جالندھر ؍؍
محمد یوسف صاحب کلکتہ ؍؍
محمد الیاس صاحب مستونگ ؍؍
علی قدر صاحب نازیاں ؍؍
محمد خان صاحب چک ۹۴ ؍؍
اللہ بخش صاحب چک ۳۷ ؍؍
مہرالدین صاحب مدراس ؍؍
حیات بخش صاحب اوہودال یک
حافظ رحمت اللہ صاحب ڈیرہ دون یک
نذیر احمد صاحب نارکنڈہ ؍؍
عبدالحلیم صاحب ضلع سکوں ؍؍
ولی محمد صاحب گھولہ یک
فضل الٰہی صاحب تنکیا یک
نظام الدین شیلانگ یک
غلام حیدر صاحب چک ۶ ؍؍
غلام احمد صاحب لدھیوالہ ؍؍
حکیم تاج محمد حیدر آباد یک
مستری نیر الدین صاحب جڑانوالہ ؍؍
یوسف علی صاحب جسیٹی ؍؍
چوہدری غلام نبی صاحب صوبانگہ ؍؍
کل ۴۶

مصباح

بنت بابو اکبر علی صاحبہ روہڑی ۲ خریدار
ڈاکٹر محمد اشرف صاحب قلعہ رامکور ۲
عبدالرزاق صاحب شیخ داد یک
شیخ نعمت اللہ صاحب بان گنگا یک
ڈاکٹر محمد صدیق صاحب نور یک
شیخ یوسف علی صاحب قادیان یک

محمد شفیع صاحب نسیم سیالکوٹ یک
راجہ علی محمد صاحب میانوالی یک
محمد طیب صاحب زرنگ یک
چوہدری محمد خان صاحب چک ۹۶ ؍؍
بیگم چوہدری بشیر احمد صاحب لاہور یک
بابو گلاب خان صاحب سیالکوٹ ؍؍

غلام فاطمہ صاحبہ لدھیانہ یک خریدار
چوہدری امیر علی صاحب جھنڈہ ؍؍

الطاف حسین صاحب میرٹھ یک خریدار
منشی محمد رمضان صاحب امرتسر ؍؍

سن رائز

محمد حیات خان صاحب ملتان ایک خریدار
محمد عثمان صاحب ڈیرہ غازیخاں ۴
چوہدری محمد فضل خانصاحب ۲
صوفی نواب الدین صاحب ایک
محمد عبدالمجید صاحب شرقپور ایک
عبدالحمید صاحب پشاور ایک
عبدالرشید خانصاحب پوسٹ ماسٹر ڈگری ۲
منشی عبدالرحیم صاحب برہ کنج کوئیں ۵
عطا محمد صاحب بھکر ۲
غلام محمد صاحب کہروڑ پکا ۱
محمد تقی صاحب سیالکوٹ ۲

حاجی اللہ بخش صاحب فیروز پور ۲
بابو عبدالعزیز صاحب ؍؍ ۱
ڈاکٹر فتح الدین صاحب پشاور ایک
عطا محمد صاحب ڈنگہ ۳
محمد دین احمد صاحب رانچی ۲
عبدالعزیز صاحب ہتارسنہ ایک
مختار نبی صاحب سکھر ایک
الطاف حسین صاحب اچھولی ؍؍
بابو فقیر اللہ صاحب منٹگمری ۲ خریدار
علی محمد صاحب فیروز پور ۳
چوہدری صابر علی صاحب چاند پور ۳

وصیتیں!

۲۷۶۷ میں سربلند احمدی ولد چوہدری بوٹے خان ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۳۵ سال بیعت ۱۹۰۴ء ساکن کوٹلہ افغاناں تحصیل شکرگڑھ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج ۳۱ر دسمبر ۱۹۲۷ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد اراضی زرعی چاہی و بارانی۔ ابگیہ موضع کوٹلہ افغاناں میں ہے۔ جو میرے برادرزادہ میرالدین۔ دین محمد ساکنان کوٹلہ افغاناں کے ساتھ مشترکہ ہے۔ اور چھ صد روپیہ نقد ہے۔ ۵۰ ماہوار تنخواہ و ۵ الاؤنس ملتا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ بد وصیت حصہ آمد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز میری وفات کے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت کردوں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔ سربلند احمدی منشی صاحب ڈپٹی کلکٹر بہادر نہار مظفر گڈھ ڈویژن حال وارد قادیان گواہ شد:۔ محمد افضل احمدی کلرک آرسنل فیروز پور حال وارد قادیان۔ گواہ شد:۔ خاکسار قدرت اللہ احمدی سنوری حال وارد قادیان

۲۷۶۲ میں محمد حیات خان ولد فتح اللہ خان صاحب پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۴۳ سال بیعت اپریل ۱۹۱۵ء ساکن کوٹلہ تولے خان ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ر دسمبر ۱۹۲۷ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میرے قبضہ میں اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے ماہوار تنخواہ یکم جنوری ۱۹۲۸ء سے چالیس روپے منظور ہو چکی ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا ماہوار ۱/۱۰ حصہ بد وصیت حصہ آمد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز میری وفات کے بعد میری جس قدر متروکہ جائداد ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد محمد حیات خان محرر کورٹ آف وارڈس ملتان حال وارد قادیان گواہ شد:۔ خاکسار محمد اکبر علی ایچ۔ وی۔ سی دفتر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ملتان حال وارد قادیان۔ گواہ شد:۔ ملک عزیز محمد بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی پلیڈر آف ڈیرہ غازی خان حال وارد قادیان ۲۹ر دسمبر ۱۹۲۷ء

۲۷۰۰ میں نواب بیگم زوجہ چوہدری غلام غوث صاحب قوم رند صادے زمیندار ساکن علی پور تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد زیورات قیمتی الف ۵۰۰ حق مہر ۵۰۰ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز اس کے علاوہ جس قدر متروکہ بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۱/۱۰ انگوٹھا نواب بیگم موصیہ گواہ شد:۔ غلام غوث خاوند موصیہ بقلم خود گواہ شد:۔ غلام سرور برادر غوث محمد بقلم خود۔

۲۴۱۰ میں طالعہ بی بی زوجہ چوہدری محمد سلطان صاحب قوم جٹ ساکن قادر آباد تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد مہر ماہ ۵۰ زیورات قیمتی ۵۰ ہے۔ کل میزان ۱۲۶ ہے۔ العبد موصیہ طالعہ بی بی زوجہ چوہدری محمد سلطان گواہ شد:۔ فضل احمد بقلم خود گواہ شد:۔ غلام احمد بقلم خود ساکن قادر آباد ۲۶/۱۲

۲۷۶۱ میں محمد جمیل ولد محمد صدیق راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال ساکن فیروز پور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ر دسمبر ۱۹۲۷ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائداد نہیں۔ ماہوار آمد ۴۰ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت (حصہ آمد) کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی دسواں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۲۹ر دسمبر ۱۹۲۷ء بقلم خود محمد جمیل کلرک آرسنل فیروز پور حال وارد قادیان گواہ شد خاکسار علی محمد جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ فیروز پور حال وارد قادیان گواہ شد علی محمد ملازم قلعہ فیروز پور حال وارد قادیان

۲۷۵۳ میں الٰہی بخش ولد وزیرا قوم جٹ پیشہ ملازم عمر ۳۴ سال بیعت ۱۹۲۲ء ساکن علی پور تحصیل سمرالہ ضلع لدھیانہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ یکم جنوری ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری چھ بیگہ زمین زرعی از قسم چاہی موضع علی پور میں ہے۔ اور ۲۰ روپیہ ماہوار تنخواہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ بد وصیت حصہ آمد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز میری وفات کے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی [illegible] مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ خاکسار الٰہی بخش [illegible] [illegible] سردار مہر سنگھ صاحب کڑی بازار بھنڈہ حال وارد قادیان [illegible] گواہ شد:۔ بقلم خود کریم بخش ارائیں۔ رائے پور نابھ حال وارد قادیان [illegible] گواہ شد:۔ خاکسار قدرت اللہ ارائیں سنوری حال وارد قادیان

موتی سُرمہ کی دھوم مچ گئی

مُلک ایران سے ایک آواز

اب یہ کون نہیں جانتا کہ ہمارا ساختہ موتی سرمہ رجسٹرڈ ضعف بصر، ککرے، جلن، پھولا، جالا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند، غبار، پڑبال، ناخونہ، گوہانجنی، رتوندا، ابتدائی موتیا بند غرضیکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ۔

جناب سیٹھ محمد عمر قرش مرچنٹ چاہ بار (ایران) سے لکھتے ہیں کہ میری آنکھیں کئی سال سے خراب تھیں ڈاکٹروں کے علاج سے میری روح قبض ہوتی تھی۔ کوئی لائق طبیب یہاں تھا نہیں کام کی زیادتی اور دیگر ذمہ واریاں ہندوستان جاکر علاج کرانے کے مانع تھیں لیمپ کی روشنی میں بیٹھکر اگر ایک گھنٹہ بھی کام کرتا تھا تو دوسری صبح آنکھیں اسقدر سوج جاتی تھیں کہ کچھ دکھائی نہ دیتا تھا اور مارے درد کے جان جاتی تھی حسن اتفاق سے ڈاکٹر بشیری صاحب کے چار بار تشریف لانے پر اپنی آنکھیں دکھانے کا موقع ملا۔ ڈاکٹر صاحب نے ہفتہ بھر آپکا ایجاد کردہ سرمہ استعمال کرایا اب میں بالکل تندرست ہوں۔ دن رات اپنا کام کرتا ہوں نقص صاف ہوگئی۔ سوزش جاتی رہی آپکا سرمہ حیرت انگیز اثرات رکھتا ہے آنکھوں کے بیماروں کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے

اکسیر البدن آپکی کایا پلٹ دیگی

پلیڈر ہائی کورٹ کی شہادت

بیشک لوگ اشتہاری دنیا سے بدظن ہیں۔ مگر دوستو پانچوں انگلیاں یکساں نہیں ایمانداری دنیا سے مفقود نہیں ہوچکی۔ جس طرح ہمارے شہرۂ آفاق موتی سرمہ رجسٹرڈ نے اپنے اثر مسیحائی سے پبلک کو گرویدہ بنالیا ہے۔ ٹھیک اسی طرح ہماری تیار کردہ اکسیر البدن رجسٹرڈ بھی اپنے جادو اثر کی وجہ سے دن بدن لوگوں کے دلوں پر اپنا قبضہ جما رہی ہے جس نے اس اکسیر کو ایکدفعہ بھی استعمال کیا وہ گویا ہمیشہ کے لئے ہمارا زندہ اشتہار بن گیا۔ چنانچہ جناب محمد یعقوب خانصاحب بی اے پلیڈر ہائیکورٹ پنجاب گوجرانوالہ سے لکھتے ہیں کہ "میں نے آپکی ساختہ دوائی اکسیر البدن قریباً ایک ماہ استعمال کی اور میں نہایت خوشی سے اس بات کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ میں نے اس دوائی کو جسمانی اور دماغی کمزوریوں کے لئے بہت مفید پایا۔ وہ لوگ جنہیں دماغی کام کرنا پڑتا ہو انہیں یہ دوا ضرور استعمال کرنی چاہیئے"

اس سے بڑھکر اور کیا جادو اثر ہوسکتا ہے۔ اسی کو تو اکسیر کہتے ہیں۔ اگر آپکو اپنی پیاری صحت کی کچھ بھی قدر ہے۔ تو فی الفور اسکا استعمال شروع کردیں۔ جس سے آپ نئی زندگی حاصل کرینگے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے (للعہ) محصولڈاک ۷ر

موتی سرمہ رجسٹرڈ اور اکسیر البدن رجسٹرڈ اکٹھی منگوانے پر محصولڈاک معاف ہوگا

پتہ:- مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

حب اٹھرا

(۱) جن عورتوں کے حمل گرجاتے ہوں (۲) جن کے بچے پیدا ہوکر مرجاتے ہوں (۳) جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں (۴) جن کے گھر اسقاط کی عادت ہوگئی ہو۔ جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہوں اور کمزور رہتے ہوں۔ ان کے لئے ان گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے۔ فی تولہ عہ۔ تین تولہ کے لئے محصول ڈاک معاف۔ چھ تولے تک خاص رعایت:

مقوی دانت منجن

مُونہہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خورہ سے تنگ آگئے ہوں۔ دانتوں سے خون آتا ہو۔ پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمتی ہو۔ اور زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور مونہہ میں پانی آتا ہو اس منجن کے استعمال سے سب نقص دور ہو جاتے ہیں۔ اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں اور مونہہ خوشبودار رہتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر

المشتہر

نظام جان عبداللہ جان معین الصحت قادیان

جن دوستوں نے ابھی تک مندرجہ ذیل علمی تواریخی اور رُوحانی عُلوم سے مالامال کتابیں نہیں خریدیں وُہ جلد منگوالیں

لیکچر شملہ

یہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ معرکۃ الآرا لیکچر ہے۔ جو حضور نے شملہ میں دیا جس میں وہ عام گُر اور اصول بتائے ہیں۔ جن پر عمل کرکے مسلمان ذلت و ادبار سے نجات حاصل کرسکیں قیمت ۲؍ر

تواریخ مسجد فضل لنڈن

اس میں ان تمام تبلیغی کارگذاریوں کو تفصیلوار بیان کیا گیا ہے۔ جو یورپ میں عموماً اور انگلستان میں خصوصاً احمدیوں کی طرف سے ظہور میں آئیں۔ ساتھ ہی ہر ایک موقعہ کے فوٹو بھی ہیں۔ جن کی تعداد ۲۴ ہے۔ قیمت مجلد ایک روپے چار آنے۔ غیر مجلد ۱۲؍ر

ہمارا خدا

یہ بیش بہا علمی تصنیف صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کے افکار عالیہ کا نتیجہ ہے۔ جس میں ہستی باریتعالیٰ کے متعلق کافی سے وافی بحث کی ہے۔ جو واقعی قابلدید شے ہے۔ قیمت مجلد عہ۔ غیر مجلد عہ ر

سیرت المہدی حصہ دوم

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے حالات انہی کے صحابہ کی زبانی نقل کئے گئے ہیں جس کا مطالعہ یقیناً ایمان اور ایقان کو بڑھانے والا ہے۔ قیمت مجلد عہ ۱ر غیر مجلد ۱۲ر

نئے سال کے نئے نئے قابل دید علمی اور رُوحانی تحفے

جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات

اس ضروری تصنیف میں واقعات اور دلائل کی رو سے بتلایا گیا ہے۔ کہ دنیا میں صرف احمدی جماعت ہی وہ قوم ہے۔ جس نے اسلام کی بیش بہا خدمات انجام دیں اور جابجا غیروں کے اقوال بھی اپنے دعوے کی تائید میں نقل کئے ہیں قیمت ۱ر

اسباق القرآن حصہ سوم

یہ اس سلسلہ اسباق کا تیسرا حصہ ہے جس میں بغیر استاد کی مدد کے از خود ہی با ترجمہ قرآن شریف پڑھنے کے اصول بیان کئے گئے ہیں۔ دوستوں کو اس کتاب سے ضرور مستفید ہونا چاہیئے۔ قیمت حصہ اول ۸ر دوم ۱۲ر سوم عہ ر

سلسلہ تردید اصول وید

اس سلسلہ کے اس وقت تک چھ ٹریکٹ شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں کمال سنجیدگی اور متانت کے ساتھ خود آریہ سماج کی مسلمہ کتابوں کے حوالوں سے وید کا غیر الہامی ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت فی ٹریکٹ چھ پائی۔ اور فی سینکڑہ ۲؍ر

علاوہ ازیں

مشاہدات عرفانی قیمت ۲ر۔ حیات ناصر قیمت ۱۰ر۔ سیرت مسیح موعود حصہ اول عہ۔ حصہ دوم ۱۲ر حصہ سوم عہ۔ جان پدر ۱۰ر بھی ہمارے ہاں سے مل سکتی ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق دیگر تمام کتابیں بھی موجود ہیں

ملنے کا پتہ:- بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان۔ ضلع گورداسپور

اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں۔ نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

تحفہ جات کشمیر جنت نظیر

پیارے ناظرین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دنیا میں اس وقت ایجنسیوں ودو کان کوٹھیوں کی کمی نہیں ہے۔ براہ کرم ایک دفعہ بطور آزمائش کے ذیل کی چیزوں میں سے کوئی چیز منگا کر ملاحظہ فرمائیں۔ ناپسند آنے پر ایجنسی علانیہ واپس لینے کے لئے تیار ہے۔ فہرست ایجنسی معہ کمبل نو ایجاد ۱۹۲۸ء نہایت خوبصورت ۲½ × ۱½ گز وزن ایک سیر پختہ معہ محصول ڈاک ہے۔ زعفران خالص ۲/ فی تولہ۔ گل بنفشہ جنگلی ۱/ و ۲/ خالص فی سیر پختہ ۱۰/ ۱۲/۔ زیرہ سیاہ عمدہ فی سیر پختہ ہے۔ سلاجیت گلگتی فی تولہ ۸/ زعفران خالص درجہ اول فی تولہ ۸/ بہیدانہ خالص شیریں فی سیر پختہ ۸/ اجوائن خراسانی یعنی بذر البنج فی سیر پختہ ۱/ ممیرا چینی ۱/ و ۲/ ۱/ ۲/ فی تولہ۔ جدوار خطائی خالص ۸/ ۔ ۔ ۔ ۔ فی تولہ۔ چائے سبز اعلیٰ قسم فی سیر پختہ ۔ مغز بادام شیریں فی سیر پختہ۔ مغز بادام تلخ فی سیر پختہ۔ مغز اخروٹ فی سیر پختہ ۔ دنداسہ اخروٹ فی سیر پختہ ۸/ +

مندرجہ بالا اشیاء بذریعہ وی۔ پی پارسل ارسال خدمت ہونگی۔ محصول علاوہ ہوگا۔ تاجران کے لئے خاص رعائت ہے۔ جو اشیاء ناپسند ہوں۔ واپس کر سکتے ہیں +

المشتہر

محمد افضل اللہ خاں احمدی منیجر کشمیر مسلم ہمدرد ایجنسی بارہمولہ کشمیر تار کا پتہ: کشمیر بارانت کشمیر

اولاد حاصل کرنے کی بے خطا دوائی

اگر واقعی آپ اولاد حاصل کرنے کے متمنی اور آرزومند ہیں۔ تو "حب حمل"

جو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ جیسے عظیم الشان شاہی طبیب اور مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب دہلوی جیسے بہترین حکیم کے خاندانی مجرب المجرب ادویات کا نچوڑ ہے۔ استعمال کیجئے۔ اور مراد حاصل کیجئے۔ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا آپ کا اختیار ہے۔ قیمت "حب حمل" اور ایک معجون خاص صرف رمضان شریف کے لئے ہے۔ علاوہ محصول ڈاک +

شیخ مشتاق احمد جالندھری مہتمم احمدیہ یونانی دواخانہ قادیان

ماہ رمضان المبارک کی آمد پر خاص رعائت

مترجم حمائل شریف ترجمہ حضرت مولانا المکرم سید محمد سرور شاہ صاحب سفید و زرد ولایتی کاغذ پر طبع ہو چکی ہے۔ ابتداء میں مجلد للعہ روپیہ پر ہدیہ ہوئی تھی اس وقت بلا جلد کی قیمت ۴/ مجلد کپڑا ۸/ کی گئی ہے۔ احباب جلد فائدہ اٹھائیں +

محمد اسماعیل۔ محمد عبداللہ تاجران کتب قادیان پنجاب

بلا ترجمہ حمائل شریف بطرز یسرنا القرآن سفید و زرد کاغذ۔ مجلد کپڑا ۸/ +

طالب علموں۔ لیکچراروں و دیگر اصحاب تحریر و تقریر پیشہ کیواسطے

عجیب التاثیر تحفہ

نہایت مجرب اور بارہا دفعہ کی آزمودہ۔ مستقل طور پر دل و دماغ کو طاقت پہونچا کر حافظہ کی قوت کو بحال ہی نہیں۔ بلکہ ہمیشہ کیواسطے قائم رکھنے والی اور بے خطا ایجاد ہے۔ اس کے استعمال سے صرف ایک ہفتہ میں قوت ذہنی کے علاوہ جسم کی تیاری میں حیرت انگیز تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔ علاوہ اس کے مصفی خون اور مقوی اعصاب بھی ہے جس نے ایکدفعہ آزمائش کر لی ہے۔ وہ ہمیشہ کیلئے مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ نمونہ محصولڈاک کیلئے دو آنہ کے ٹکٹ بھیجکر مفت طلب فرمائیں۔ قیمت ایکہفتہ کا کورس صرف ۱/ ۔ دو ہفتہ کیلئے ہے۔ محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:- **منیجر پبلک میڈیکل ہال روپڑ ضلع انبالہ پنجاب۔**

سرور عالمؐ۔ حیات طیبہ رسول عربیؐ

اسلامی جرائد و رسائل اور ارباب علم و فضل کا یہ متفقہ فتویٰ ہے کہ اس کتاب نے سرزمین مولود میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے اختصار و جامعیت کا فقید المثال مجموعہ ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی نہایت دیدہ زیب قیمت ۱۲/ انا بشر رسول اکرم کے اسوہ حسنہ ہیں ان لوگوں کے لئے جو پیروں کو اربابًا من دون اللہ بنا دیتے ہیں ایک درس عبرت قیمت ۱/ بشارت عظمیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانح حیات کا ایک دلکش مرقع معہ عکسی تصویر حضرت صاحب قیمت دوران ہر سہ کتب کی دو دو کاپیوں کے خریدار کو ایک ایک جلد براہین قاطعہ ۵۲ صفحہ۔ صراط مستقیم ۲۸۲ صفحہ جن کی فاضلانہ بحثیں ایک قسم کے انکشافات ہیں بلقیمت نذر ہونگی

ناظم دارالتصنیف کپور تھلہ

زنانہ صنعتی نمائش

امسال انجمن حمایت اسلام لاہور کے تیالیسویں سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جو پہلے ہفتہ اپریل ۱۹۲۸ء میں منعقد ہوگا ایک زنانہ صنعت و دستکاری کی نمائش کا بھی انتظام کیا جائیگا۔ لہٰذا ان سب بہنوں سے جو مختلف قسم کی دستکاریاں بنانا جانتی ہوں۔ درخواست ہے کہ براہ مہربانی اس نمائش کے لئے چند نمونے تیار کریں اور پتہ ذیل پر بھجوا دیں۔ نمائش ختم ہونے پر

بہروں کی شنوائی کا سامان

بہت لوگ بالخصوص وہ جو بہرے ہیں۔ یا جن کے دماغوں میں غونغہ محسوس ہوتا ہے۔ یا ناک میں آواز آنے کی بیماری ہے۔ یہ معلوم کر کے بہت خوش ہونگے۔ کہ حال ہی میں ایک چھوٹا اور نہایت ہی مفید آلہ ان بیماریوں کے مستقل علاج کے لئے دریافت ہوا ہے۔ جسے ٹنی ٹس کہتے ہیں۔ اس آلہ کے ذریعہ اس وقت تک سینکڑوں ان بیماریوں کے شدید اور لاعلاج بیمار شفا پا چکے ہیں۔ اگر کوئی ان بیماریوں کا مبتلا مزید معلومات اس آلہ کے متعلق حاصل کرنا چاہے۔ تو سیکرٹری سے خط و کتابت کرے۔ جو خوشی سے ان کو مکمل معلومات بمعہ شہادتوں اور اخراجات کے نوٹسوں کے بہم پہونچا دیگا۔ بہر قیمتی وقت بچانے کے لئے یہ آلہ بمعہ ضروری سامان اور ادویات کے ۹ روپیہ کا منی آرڈر آنے پر ہر پتہ پر بھیجا جا سکتا ہے۔ فرمائش کے وقت اس اخبار کا حوالہ ضرور دیں +

پتہ

Larmalene Co: Deal
Kent. England

بڑھیا عمدہ کپڑا منگاؤ

کلاہ پشاوری فیشن ہاتوں مخمل کا بڑھیا زرہدار جیسا کہ شکل سے ظاہر ہے۔ فی کلاہ ڈیڑھ روپیہ۔ ریشمی مشہدی لونگی رنگ سیاہ کنارے سے نہایت ہی خوبصورت اور عمدہ فی لونگی چھ گز لمبی چار روپے دو آنے ریشمی رومال مختلف رنگوں کے فی درجن تین روپے + ریشمی ازار بند مختلف رنگوں کے زری دار فی درجن تین روپے + تولیا پلنگ پر بچھانے کا نہایت ہی خوشنما اور اعلیٰ درجہ کافی تولیا تین روپے + جائے نماز دری بعمدہ فی جائے نماز ڈیڑھ روپیہ + ریشمی جراب فی جوڑا بارہ آنے +

ملنے کا پتہ:- **منیجر سودیشی کھدر پرچارک کمپنی۔ لودیانہ**

ہو۔ آپ کے نمونہ جات فوراً واپس کر دیئے جائیں گے۔ صنعت و دستکاری کے دکھلانے والی بہنوں میں ۔۔۔ تقسیم ۔۔۔ نیز ۔۔۔ عبدالرحمن ۔۔۔ لاہور

ہندوستان کی خبریں

—— بلدیہ لاہور کا عام اجلاس زیر صدارت لالہ سندر داس سینئر وائس پریذیڈنٹ آج شام کے وقت ٹاؤن ہال میں منعقد ہوا خان بہادر ملک محمد حسین صدر بلدیہ چوٹ لگنے کی وجہ سے صاحب فراش ہیں آپ نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش ہونے کے لئے بھیجی۔ جسے دیوان بہادر دیوان پنڈی داس نے پیش کیا۔ بلدیہ لاہور کی پختہ رائے ہے (الف) کہ سائمن کمیشن کا مقاطعہ ہندوستان کی سیاسی ترقی کے لئے منافی ہے۔ اور کہ ہمیں سابقہ تجربوں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ہڑتال اور اس نوعیت کے دیگر مظاہرے نہایت ہی تباہ کن ہوتے ہیں۔

جب اس قرارداد پر آراء لی گئیں۔ تو ۱۲ نے خیر مقدم کے حق میں اور ۱۹ نے مخالفت میں رائیں دیں۔ اور قرارداد منظور ہو گئی ✣

—— لاہور ۵ مارچ۔ کچھ عرصہ ہوا۔ لاہور میں تیس لاکھ روپیہ کی مالیت کا ایک ہیرا جواہریوں کے پاس چھ ہزار روپے میں فروخت ہوا تھا۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ سی۔ آئی۔ ڈی نے ایک پٹھان کو اس سلسلے میں گرفتار کیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ ہیرا حکومت افغانیہ کے مال مسروقہ میں سے ہے۔ سی۔ آئی۔ ڈی مزید تفتیش میں مصروف ہے ✣

—— کلکتہ ۵ مارچ۔ بہرام پور (مرشد آباد) سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ لارڈ سنہا حرکت قلب کے یکایک بند ہو جانے سے گذشتہ شب اڑھائی بجے کے قریب وفات پا گئے ✣

—— پونہ ۴ مارچ۔ رشن پٹ نام ایک شخص کا اس الزام میں چالان ہوا۔ کہ اس نے اپنی بیوی کے کپڑوں پر مٹی کا تیل ڈال کر اسے آگ لگا دی۔ عورت ہسپتال میں داخل ہے۔ اس کا بیان ہے۔ کہ میں اپنے میکے گئی تھی۔ جہاں سے چند دن دیر کر کے آئی۔ جس پر میرا خاوند ناراض ہو گیا۔ اور اس نے میرے کپڑوں پر مٹی کا تیل ڈال کر آگ لگا دی۔ عورت کی حالت نازک ہے ✣

—— کلکتہ ۶ مارچ۔ بلدیہ کلکتہ کے دس ہزار بھنگیوں نے اجرت کے تنازعہ کی وجہ سے آج ہڑتال کر دی ✣

—— کلکتہ ۱۰ مارچ۔ کل رات کریم بھائی کے کارخانہ دیا سلائی میں آگ لگ گئی۔ تین آدمی اندر تھے۔ آگ لگتے ہی ایک آدمی باہر نکل آیا۔ لیکن دوسرے دونوں آگ کے شعلوں میں پھنس گئے۔ رات بھر فائر بریگیڈ آگ بجھاتا رہا۔ صبح کو دونوں کی جلی ہوئی لاشیں ملیں ✣

—— ایبٹ آباد ۴ مارچ۔ آج ایبٹ آباد میں سخت طوفان باد برپا ہوا۔ بہت سے مکانات کی چھتیں اڑ گئیں۔ اور دیواریں گر گئیں۔ دو آدمی زخمی ہوئے۔ مضافات میں بھی مویشیوں اور مکانات کا بھاری نقصان ہوا ✣

—— نئی دہلی ۳ مارچ۔ سابق مہاراجہ اندور سر تکوجی راؤ نے بمقام مدراس ایک پرائیویٹ ملاقات کے دوران میں کہا تھا۔ کہ میں نے خدمت عامہ کا تہیہ کر لیا ہے۔ اب آپ نے اعلان کیا ہے۔ کہ میں نے اور مس ملر نے ہندو مہاسبھا کے اجلاس کی شرکت کا تہیہ کر لیا ہے ✣

—— دہلی ۲ مارچ۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس سال حکومت ہند کے دفاتر کی روانگی شملہ بطور آزمائش ۱۵۔ اپریل تک ملتوی رہے گی۔ ابھی تک اس تجویز کے متعلق آخری فیصلہ کوئی نہیں ہوا ✣

—— جوالا پور ۷ مارچ۔ شدھی سمیلن کا اجلاس دہلی شدھی سبھا کے سکرٹری سوامی چدانند کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں ضلع سہارنپور کے ہندوؤں سے اپیل کی گئی۔ کہ وہ شدھی کی سرگرمیوں میں دلچسپی لیں۔ اور اس کام کے لئے تن من دھن سے مدد دیں ✣

—— بمبئی ۵ مارچ سونے کے کمرے میں ایک جلتی ہوئی بتی رکھی رہ گئی۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ گذشتہ شب بیچر کو ایک مرہٹی کے مکان میں اس کی بیوی اور ۳ بچے آگ کی نذر ہو گئے۔ بتی سے شب کو کمرے میں آگ لگ گئی۔ آگ بجھانے سے قبل ماں اور اس کے تین بچے بری طرح جل گئے اور جانبر نہ ہو سکے ✣

—— کلکتہ ۵ مارچ۔ مسٹر ارجن سنہا جو اس وقت سومرز لینڈ میں ہیں۔ اب اپنے والد کی بجائے لارڈ کا خطاب اختیار کریں گے ✣

—— لنڈن ۴ مارچ۔ محکمہ بحریہ میں سب سے پہلا ہندوستانی ایک بنگالی نوجوان ہے۔ جس کا تقرر شاہی بیڑے میں بحیثیت سب لفٹنٹ کے ہوا ہے۔ یہ مسٹر دوبجندر ناتھ کمرجی ہیں۔ جو اس وقت پورٹسموتھ کی شاہی بحری بارکوں میں ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں ✣

—— بنگلور ۶ مارچ۔ مشیر الملک میر حمزہ حسین سابق دیوان میسور فوت ہو گئے ہیں ✣

—— پٹنہ ۸ مارچ۔ ماہ فروری کے آخیر میں شیوا تری کے میلہ پر ضلع دربھنگہ کے تھانہ جھجھو پور میں فرقہ دارانہ فساد ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ دو ہزار کے قریب ہندوؤں نے یکجا ہو کر ڈیڑھ سو کے قریب مسلمانوں پر حملہ بول دیا۔ اور انہیں خوب اچھی طرح گھائل کیا۔ مسلمانوں نے خائف ہو کر موضع گیدڑ گنج ع[illegible]

[illegible]کو خالی کر دیا۔ اور ہندوؤں نے تین بستیوں کو جن میں ایک سو سے زیادہ سکونتی مکان تھے۔ آگ لگا دی۔ اس سفاکانہ کارروائی سے مسجد بھی محفوظ نہ رہ سکی۔ ماسوا چند مکانات کے تینوں کی تینوں بستیاں جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گئیں ✣

ممالک غیر کی خبریں

—— میکسیکو ۵ مارچ۔ رومن کیتھولک پادری الوریا لیوا کے گرفتار کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ جرنیل اوبریگن کو پریذیڈنٹ بنانے کے لئے موجودہ پریذیڈنٹ کالس کے قتل کرنے کی گہری سازش ہو رہی ہے۔

—— ٹوکیو ۵ مارچ۔ ٹوکیو میں انفلوانزا کی وبا بڑی کثرت سے تباہی پھیلا رہی ہے۔ سکاڈو شہزادی ہسا اور وزیر اعظم جاپان بھی اس عارضہ میں مبتلا رہے ہیں۔ روزانہ اموات کی اوسط ۵۵ تک پہونچ گئی ہے ✣

—— لنڈن ۵ مارچ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ریجنٹس پارک کے قریب بدھ مندر کے لئے جگہ خرید لی گئی ہے۔ اور غالباً اس کی تعمیر اپریل کے آخر میں شروع ہو گی۔ اس مندر پر دس ہزار پونڈ صرف ہونگے۔ اور اس میں تقریباً تین سو پجاری سما سکیں گے ✣

—— لنڈن ۷ مارچ۔ سلطان ابن سعود نے عراق اور شرق اردن کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے۔ وہابیوں کا ایک بہت بڑا لشکر جو جدید قسم کے اسلحہ سے مسلح ہے معان کے علاقہ میں گشت لگا رہا ہے۔ یہ اطلاع بھی موصول ہوئی ہے کہ سرحد شرق اردن کی حفاظت کے لئے ۷ ٹینگ اور ۲۲۔ ہوائی جہاز بھجوائے گئے ہیں۔ ابھی تک اس اطلاع کی تصدیق نہیں ہوئی ✣

—— لنڈن ۷ مارچ۔ پیرس کے جواہریوں کی ایک فرم نے مہرول کا ایک ہار بذریعہ رجسٹرڈ پارسل لنڈن بھجوایا لیکن راستہ میں گم ہو گیا۔ یہ ہار ۵۰ ہزار پونڈ کی مالیت کا ہے خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یہ ریل گاڑی کے بین الاقوامی ڈاکوؤں کی کرتوت ہے۔ مال کی برآمد کے لئے ۵ ہزار پونڈ کا انعام مقرر کیا گیا ہے ✣

—— کابل ۳ مارچ۔ معاہدہ روس و افغانستان کے مطابق جو ۲۸ نومبر ۱۹۲۷ء کو کابل میں ہوا تھا۔ کابل اور تاشقند کے درمیان جو ہوائی سروس قائم کی جائے گی۔ اس کی تفصیلات شائع ہو گئی ہیں۔ تجویز ہے۔ کہ ہوائی جہاز پندرہ روز کے بعد کابل اور تاشقند کے درمیان پرواز کیا کریں۔ لیکن بعد میں ان کی تعداد بڑھائی جا سکتی ہے

[illegible] کے لئے قادیان سے شائع کیا ✣